لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

قال اللہ تبارک و تعالیٰ وبالنجم ھم یھتدون

رسالہ النجم لکھنؤ

نمبر ۶ | ۲۱ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ | ۱۱ مارچ ۱۹۱۲ء | جلد ۸

فہرست مضامین

[illegible] محمد عبد الشکور مدیر النجم مطبع عمدۃ المطابع واقع لکھنؤ میں طبع کرا کے دفتر النجم محلہ پاٹا نالہ سے شائع کیا

قواعد رسالہ النجم

(۱) یہ رسالہ مہینہ مین دوبار یعنی ہر ہجری مہینے کی
۷ و ۲۱ تاریخ کو انشاء اللہ شائع ہوا کریگا -

(۲) رسالہ کا خالص حجم علاوہ اشتہارات وغیرہ کے
عموماً ۲۴ صفحہ کا ہوگا اور عند الضرورۃ اس سے زیادہ بھی ہو سکیگا -

(۳) عام چندہ موافق ذیل کے ہوگا اور خاص طور
پر جس کو جو توفیق ہو -

سالانہ	سے
شش ماہی	ع
سہ ماہی	عہ

ممالک غیر سے صرف بقدر
زیادتی محصول ڈاک اضافہ
کر لیا جائیگا -

(۴) چندہ بہرحال پیشگی لیا جائیگا -

(۵) رسالہ کا آغاز سال ماہ محرم سے ہوگا -

(۶) جو اصحاب درمیان سال مین خریداری کرینگے اگر نصف
سال نہوا ہوگا تو انکی خدمت مین محرم سے اسوقت تک
کے کل رسائل بھیجکر شروع سال سے انکو خریدار سمجھا جائیگا
اور بعد نصف سال کے انکو اختیار ہوگا چاہے شروع
سال سے اپنی خریداری قائم کرائین اور چاہے صرف بقیہ
دنون کی قیمت موافق نقشہ قیمت النجم کے بھیجدین -

(۷) جو صاحب مستقل خریدار النجم کے دین انکو اختیار ہوگا
چاہین ایک سال کے لیے اپنے نام رسالہ جاری کرائین
چاہے ۲ روپیہ قیمت کی کتاب دفتر النجم سے لیلین -

(۸) قدیم خریداران النجم کو ہر سال ایک کتاب دو روپیہ
قیمت کی انعام مین دیجائیگی

مقاصد رسالہ النجم

النجم کا اصلی مقصد حمایت اسلام و نصیحت مسلمین ہے مسلمانون ک
عقائد و خیالات خصائل و عادات عبادات و معاملات کی اصلاح
اتباع شریعت حقہ محمدیہ (علی صاحبہا الصلوۃ والسلام) کی تر غیب
اور مخالفت شریعت سے حتی الامکان بچانا -
ان پاکیزہ مقاصد کے حاصل کرنیکے لیے حسب ذیل عنوانات اختیار کیے گئے ہین
(۱) زہد و رقائق جسکو دوسرے الفاظ مین مضامین تصوف کہہ لیا جا
اس ذیل مین انشاء اللہ تعالی بہت سے عبرت انگیز واقعات بزرگان
دین کے اور بہت سے مفید و موثر نصائح و حالات ہدیہ ناظرین
(۲) اہل علم کی مراسلت جو خاص نہ ہبی ضروری مسائل سے متعلق
(۳) غیر مذہب کے اندرونی و بیرونی حملون سے اسلام کی حفاظت
اسلام کی حقیقت کا تمام مذاہب پر اظہار -
(۴) ہر پرچہ مین کچھ حصہ چیدہ چیدہ اسلامی خبرونکا بھی
خبرین جہانتک ممکن ہوگا کامل تحقیقات کے بعد لکھی جائینگی
(۵) ہر سال جو کتاب انعام مین تجویز کیجائیگی وہ انشاء اللہ تعالی
بیشتر و اکثر سلف صالحین مین سے کسی کی مستند و مفید
تصنیف کا ترجمہ ہوگی

نرخنامہ طبع اشتہار و مضامین خاص

تعداد	ماہوار	سہ ماہی	شش ماہی	سالانہ
نصف کالم	ے	ثلے	للعہ	للعہ[illegible]
ایک کالم	صہ,	للعہ	عہ	للعللعہ[illegible]
پورا صفحہ	لعہ,	عہ	صہ	للعہ[illegible]

اتفاقی اشتہار فی سطر کالم ۴ر اجرت ضمیمہ فیصدی
بشرطیکہ قواعد ڈاکخانہ کے خلاف نہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً مصلیاً مسلماً

النجم ۔ لکھنؤ

دوشنبہ ۲۱ ۔ ربیع الاول ۱۳۳۰ھ

معروضات خاص

النجم کے سالانہ چندہ کیلیے جو وی پی روانہ ہوے
تھے انکی وصولی واپسی کی آخری فہرست آیندہ نمبر یعنی
۷ ۔ ربیع الآخر کے النجم مین شائع ہو گی اسکے دیکھنے سے
آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ النجم کو کس قدر نقصان پہونچا
رسالہ کا پہلا سال اور آغاز ہی مین یہ نقصان ۔ آپ خود
اندازہ کر سکتے ہین کہ کس قدر مشکلات کا سامنا ہے ۔
بعض ہمدردان النجم کے خطوط اس مضمون کے آرہے ہین
کہ واپسی کی تعداد دیکھکر ہم کو صدمہ ہوا ۔ لیکن اس صدمہ
کا کوئی اثر خارج مین ظاہر ہونا چاہیے
یہ پہلا موقع ہے کہ النجم مین واپسی کی فہرست شائع ہوئی
ابتک ایسی فہرست کے شائع کرنے سے محض اس خیال
سے احتراز رہا کہ مخالفین کو مسرت ہوگی ۔ مگر جب بعض
اصحاب کا اصرار بڑھ گیا اور انھون نے کہا کہ واپسی کی فہرست
شائع ہونے سے خود واپس کرنیوالے حضرات کو بھی ندامت
ہوگی نیز دوسرے ہمدرد اصحاب بھی متاثر ہونگے تو یہ کیا گیا
مسلمانونکو چاہیے کہ دوسری قومون کے حالات سے
عبرت حاصل کرین ۔ آنکھ اٹھا کر دیکھین کہ ان کے
کسقدر ملکی و مذہبی رسالے اور اخبار نکل رہے ہین اور
قوم کیطرف سے انکی کیسی قدر شناسی ہوتی ہے خود شیعون
کی طرف سے باوجودیکہ انکی تعداد ہمارا دسوان حصہ بھی
نہین ہے ۔ کسقدر اخبار و رسائل رد اہل سنت مین شائع
ہوتے ہین ۔ پھر اپنے کو دیکھین کہ ایک النجم اور اسکی یہ حالت ۔
جسقدر خریدار النجم کے اسوقت ہین اگر وہ کوشش
کرین تو بہت جلد اس نقصان کی تلافی ہو سکتی ہے مگر
افسوس ہے کہ جب کبھی توسیع اشاعت کی درخواست کی گئی
سوا معدودے چند اصحاب کے اور کسی پر اثر نہین ہوتا
یہی وجہ ہے کہ النجم کو اپنے مقاصد مین پوری کامیابی
نہین ہوتی اور جس اعلی پیمانہ پر اسکو ہونا چاہیے تھا
نہین پہونچ سکتا ۔

کاش اب بھی برادران ایمانی توجہ کرین

روئداد

جلسۂ مدرسۂ اسلامیہ عربیہ امروہہ

(جو)

بعد وفات حضرت قطب الاقطاب مولنا مولوی حاجی سید احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ سرپرست صدر مدرس مدرسۂ مذکور واقع بتاریخ ۲- ربیع الثانی سنہ ۱۳۳۰ھ یوم جمعہ ۱۰ بجے دن کو عمارت مدرسہ مین منعقد ہوا۔ بموجودگی حضرات اہل شوریٰ و دیگر معززین و علما و اہل اسلام امروہہ و بیرونجات۔

بصدارت حضرت مولنا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند دامت برکاتہم۔

کارروائی جلسہ

(۱) مولوی محمد اسمعیل صاحب نے تحریک کی اور سید معظم حسین اور مولوی سید عبد الرؤف صاحب نے تائید کی کہ حضرت مولنا حاجی حافظ شاہ عبد الرحمن صاحب مرادآبادی اور حضرت مولنا مولوی محمود حسن صاحب صدر مدرس مدرسہ عربیہ دیوبند اور حضرت مولنا حاجی حافظ محمد احمد صاحب مہتمم مدرسہ عالیہ دیوبند مدظلہم العالی مدرسۂ ہذا کے سرپرست مقرر فرمائے جائین۔ بالاتفاق یہ رائے قائم ہوئی کہ یہ ہر سہ حضرات موصوفین ہر طرح سے اس منصب کے اہل ہین اور مدرسہ ان حضرات کا حاجتمند ہے۔

اسی بنا پر جملہ حاضرین نے ان حضرات کی خدمت مین درخواست کی۔ حضرات موصوفین نے اسکو منظور فرمایا اور اسی تاریخ سے ہر سہ حضرات مدرسہ امروہہ کے سرپرست قرار پائے۔

(نمبر ۲) صوبہ دار نبی بخش صاحب نے تحریک کی کہ سید محمد عزت بنے میان خلف الصدق حضرت مخدومنا و مولنا حاجی احمد حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ سے کچھ وظیفہ مقرر فرمایا جائے۔ جسپر حضرت حافظ عبد الرحمن صاحب قبلہ مرادآبادی مدفیوضہم اور بعض دیگر حضرات نے اسکی تائید کی۔ لیکن مولوی رضا حسین صاحب حاجی غفور الحسن صاحب نے (جو حضرت مولنا مرحوم کے داماد ہین) اسکی قطعًا مخالفت فرمائی۔ اور مخالفین کی تائید مین مولنا محمد احمد صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند نے ایک عالمانہ فصیح و بلیغ تقریر فرمائی جسپر سب حضرات نے اپنی رائے کو بخوشی واپس لیلیا اور قرار پایا کہ بنے میان کی مالی امداد مدرسہ سے نہ ہونی چاہیے۔

(نمبر ۳) منشی محمد حسنین صاحب نے یہ رای پیش کی کہ سوای سرپرستان مندرج الصدر کے جو شخص اس مدرسہ مین صدر مدرس ہو وہ بھی بزمرہ سرپرستان شامل رہے در صورت عدم موجودگی حضرات سرپرستان ممدوحین وعند الضرورت صدر مدرس بھی کام انجام دے سکین۔

یہ رای بھی باتفاق منظور ہوئی -

(نمبر۱۲) مولوی حبیب الرحمن صاحب دیوبندی نے یہ تحریک کی کہ سید محمد عرف بنے میان صدر مدرسی مدرسۂ ہذا کے واسطے ابھی سے نامزد کر دیے جاوین - جس وقت وہ صدر مدرسی کے قابل ہون اس مدرسہ کا صدر مدرس انکو بنایا جائے اسکو تمام حاضرین نے جوش و مسرت کے ساتھ منظور فرمایا -

اور یہ بھی باتفاق رائے قرار پایا کہ مولوی حافظ عبدالرحمن صاحب جو سابق مین ایک عرصۂ دراز تک مدرسہ ہذا مین مدرس رہ چکے ہین اُنکو صدر مدرسی کے واسطے بلایا جائے اور اگر کسی وجہ سے مولنا موصوف تشریف نہ لاسکین تو کسی دوسرے لایق دیندار کو اس منصب پر مامور کیا جائے -

(نمبر۱۳) محمد اسحاق صاحب انصاری نے تحریک کی کہ لائق دیندار عالم کو جامع مسجد امروہہ کا امام مقرر فرما دیا جاوے - جسپر حاجی سید رئیس الدین صاحب رئیس امروہہ نے سید محمد عرف بنے میان کو امامت کیواسطے تجویز فرمایا - اس رائے کو تمام حاضرین نے منظور فرماکر یہ اور اضافہ کیا کہ بنے میان اگر بدست خود اس کام کو انجام نفرماوین تو اپنی طرف سے جسکو چاہین امام مقرر فرمادین - یہ بھی باتفاق منظور ہوا - اور کاغذ روئداد پر حاضرین نے اپنی اپنی دستخط ثبت فرمائی -

اسکے بعد حضرت مولنا رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے دعاء مغفرت اور مدرسہ کیلیے دعاء ترقی کی گئی اور جلسہ برخاست ہوا -

جامع مسجد مین بعد نماز جمعہ حضرت مولنا حافظ شاہ عبدالرحمن صاحب نے وعظ فرمایا - اور مسلمانون کے بیچین دلون کو تسکین دے کر مدرسہ کی جانب متوجہ فرمایا - اس جمعہ مین معمول سے بہت زیادہ آدمی جمع تھے - بعدہٗ مولنا مولوی حکیم اظہر الدین صاحب فارغ التحصیل مدرسۂ ہذا نے جو تجاویز منظور ہوئی تھین اُنکا اعلان منجانب مدرسہ فرمادیا -

اسکے بعد جناب منشی حمید الدین صاحب رئیس سنبھل نے ایک پُر مغز تقریر مین مدرسہ کی آیندہ حالت پر بغایت ہمدردانہ بحث کرتے ہوے مسلمانونکو مدرسہ کیطرف متوجہ فرمایا -

بہت سے ایسے مسلمانون نے جنکا حضرت مولنا رح سے تعلق تھا اُسیوقت حضرت مرحوم کی ایصال ثواب کی غرض سے حضرت کیجانب سے دارالقرآن کی تعمیر وغیرہ کیلیے چندہ دیا چنانچہ اُسیوقت تقریباً ستر روپیہ چندہ ہوگیا دعا پر جلسہ ختم ہوا - ہفتہ کی صبح کو حضرات سرپرستان و منتظمین مدرسہ نے مدرسین کو مدرسہ لیجاکر اُنکے کامون پر مامور فرمادیا -

احقر - سید مظفر حسین

از مدرسہ اسلامیہ امروہہ ضلع مرادآباد

الشمس

نمبر ۲ و ۳ - جلد

کل کی ڈاک مین یہ دونون نمبر ایک ساتھ پہونچے اب تک قریب قریب ہر نمبر پر ہمنے کچھ نہ کچھ لکھدیا ہے اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہی کہ اس مرتبہ بھی کچھ لکھدیا جائے۔

الشمس کے ابتدائی نمبرون پر نہایت کافی وافی بحث ہو چکی ہی اور اچھی طرح واضح کر دیا گیا ہی کہ یہ رسالہ ہرگز اہل علم و عقل کے التفات کے لائق نہین اور اس رسالہ کے ایڈیٹر صاحبان دیدہ و دانستہ خلاف حق مضامین لکھا کرتے ہین۔ مقصود اُنکا صرف اسقدر ہی کہ اپنے عوام کالانعام پر یہ بات ظاہر کردین کہ النجم کا جواب شیعونکی طرف سے ہو رہا ہی اور بس۔

رسالہ الشمس کو اور نیز علمای شیعہ کی دوسری تصانیف کو دیکھکر حیرت ہوتی ہی کہ الٰہی یہ کس قسم کے انسان ہین انمین کیسی دلیری و بیباکی ہی۔ جس بات کو خود جانتے ہین کہ غلط ہی اور ایسی غلط ہی کہ کسی شخص کو اُسکا غلط ہونا مشتبہ نہین ہوسکتا۔ اپنے قلم سے لکھتے ہین اپنی زبانون سے کہتے ہین اور ذرا بھی انکو تامل نہین ہوتا۔ نہ خدا کا خوف نہ اِس بات کی حیا کہ لوگ جب ان باتون کو دیکھین گے تو کیا کہین گے۔ مگر یہ حیرت رفع ہو جاتی ہی جب قرآن شریف مین یہ مضمون دیکھا جاتا ہی کہ احبار یہود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی برحق ہونے کا یقین کامل رکھتے تھے مگر مانتے نہ تھے۔

الشمس کے مذکورہ نمبر کا صرف ایک لطیفہ باختصار تمام اِس مقام پر نقل کرتا ہون۔ جسکو دیکھکر ہر شخص بآسانی اِس رسالہ کی حقیقت سے مطلع ہو سکتا ہی۔

وہو ہذا

النجم کے مناظرہ حصہ اول کے ابتدائی اوراق مین حدیث حسد آدم علیہ السلام کی بحث کی گئی ہی کہ شیعون کی کتب حدیث مین مروی ہی کہ حضرت آدم علیہ السلام کو حق تعالی نے منع فرمایا تھا کہ ائمہ اہل بیت پر حسد نکرنا مگر اُنھون نہ مانا اور حسد کیا۔ لہذا وہ جنت سے نکال دیے گئے۔ سب سے پہلے یہ روایت تحفہ مین نقل کی گئی اُس کا جواب مولوی دلدار علی مجتہد نے دیا مولوی دلدار علی کے جواب کو مولنا حیدر علیصاحب علیہ الرحمہ نے منتہی الکلام مین رد فرمایا۔ مولنا حیدر علی صاحب کے رد کا جواب مولوی حامد حسین صاحب نے استقصا مین دیا۔ استقصار کی تحریر مزخرف کا ابطال النجم مین کیا گیا۔ اب اڈیٹران الشمس نے النجم کی

تحریر کا جواب دینا چاہا - مگر یاد رکھنا چاہیے کہ اِس قسم
کے لاطائل جوابون سے سوا اسکے کہ مجیب کی قابلیت
اور اُسکے دین و دیانت کا پردہ فاش ہوجائے اور کچھ
حاصل نہین ہوتا -

مولوی دلدار علی مجتہد نے اِس حدیث کا ایک
جواب یہ دیا تھا کہ " این حدیث از جملہ صحاح ما نیست "
یعنی یہ حدیث ہماری صحیح حدیثون مین سے نہین ہے - مولینا
حیدر علی صاحب نے منتہی الکلام مین حسب قواعد محدثین اس
حدیث کی صحت ثابت کی -

مولوی حامد حسین صاحب نے استقصاء الافحام
مین بجواب اسکے رقم فرمایا کہ " مولوی دلدار علی صاحب
کی مراد اس حدیث کے صحیح نہونے سے یہ ہے کہ یہ حدیث
قطعی الصدور نہین ہے "

النجم مین اسکا جواب یہ عرض کیا گیا کہ
یہ تاویل اُسوقت قابل قبول ہوسکتی ہے جب صحیح کا معنی
قطعی الصدور ہونا کتب اصول حدیث سے دکھا دیا جائے
اور اگر یہ خاص اصطلاح مولوی دلدار علی صاحب کی
ہے تو اُنھین کی کوئی تصریح نقل کیجائے یا انکے دس
بیس استعمال اس قسم کے دکھا دیے جائین - ورنہ
یون تو ہر شخص کو اختیار ہے کہ آسمان سے زمین
مراد لیلے "

اب ایڈیٹران الشمس کی دلیری و قابلیت قابل
دید و لائق داد ہے کہ وہ بڑے زور و شور سے اس بات
کے مدعی بنکر النجم کے مقابلہ مین آئے ہین کہ صحیح بمعنی
قطعی الصدور ہے -

واقعی ہم بھی صاد کرتے ہین کہ شیعون مین کبھی
ایسے لائق و قابل لوگ نہوے ہونگے جیسے [illegible] اور
اُنکے اعوان و انصار ہین - خیر سنیے اور بغور سنیے ایڈیٹران
الشمس فرماتے ہین بلکہ گوہر افشانی کرتے ہین -

" مگر آپنے جو اعتراض کیا ہے " اول تو لفظ صحیح بمعنی
قطعی الصدور کتب اصول حدیث مین انکو دکھانا چاہیے "
تو ایسی تقریر مضحک ہے کہ اہل علم کے نزدیک آپ قابل خطاب
ہی نہین رہتے کیونکہ صحت سند سے مقصود اصلی تو یہی ہے
کہ علم اسکا حاصل ہو کہ یہ قول قایل منسوب الیہ ہے - ورنہ
ہزارون روایتین ہین جو سند صحیح مگر وہ بیکار ہین -

دیکھیے تدریب الراوی مین علامہ سیوطی فرماتے ہین

وذكر الشيخ يعني ابن الصلاح ان ما رواه او احدهما فهو مقطوع
بصحته والعلم القطعي حاصل فيه ص۴۱

یعنی شیخ ابن الصلاح نے ذکر کیا ہے کہ جس روایت
کو بخاری و مسلم دونون نے یا ایک نے روایت کیا ہے وہ
قطعی الصحۃ ہے علم قطعی اُس سے حاصل ہے -

علامہ محمد معین دراسات اللبیب مین فرماتے ہین

تمسک ابن الصلاح باصورۃ شکلہ مانی الصحیحین مقطوع

الصدور عن النبی لان الامۃ اجتمعت علی قولہ وکلما اجتمعت

الامۃ علی قولہ مقطوع فمانی الصحیحین مقطوع صـ ۲۶۹

یعنی ابن الصلاح کی تقریر کو بصورت قیاس یون بنا سکتے ہین کہ جو کچھ صحیحین مین ہی وہ قطعی الصدور ہی۔ کیونکہ امت نے اجماع کیا ہی اُسکے قبول پر۔ اور جس قول پر اجماع امت ہی وہ قطعی الصدور ہی۔ پس جو کچھ صحیحین مین ہی وہ قطعی الصدور ہی۔

اب اڈیٹر صاحب فرمائین کی صحیح کا بمعنی قطعی الصدور ہونا آپ کی کتب اصول حدیث سے ثابت ہو یا نہین ؟ کیا اسکی نسبت کہا جا سکتا ہی "ورنہ یونتو ہر شخص کو اختیار ہی کہ آسمان سے زمین مراد لے" کیونکہ ان عبارتون سے آپکو اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ صحیح کی غرض اصلی یہی ہی۔ اور صحیحین کو اسیوجہ سے دیگر کتب احادیث پر فوقیت ہی کہ اسکی حدیثین قطعی الصدور مانی جاتی ہین۔

علامہ سیوطی تدریب الراوی مین لکھتے ہین

قال امام الحرمین لو حلف انسان بطلاق امرأتہ ان ما

فی الصحیحین مما حکما بصحتہ من قول النبی الزمتہ الطلاق

لاجماع المسلمین علی صحتہ صـ ۴۲

کہا امام الحرمین نے کہ اگر کوئی شخص اس طرح حلف کرے کہ جو کچھ صحیحین مین ایسا ہی جسکی صحت کا حکم دیا ہی۔ وہ قول نبی ہی۔ تو طلاق ہو جائیگا کیونکہ مسلمین کا اجماع ہی اُسکی صحت پر۔

شاہ ولی اللہ صاحب فی مبشرات النبی الامین مین لکھتے ہین فلما فرغ من الزیارۃ وما یتعلق بہا سأل

ان یرہی عنہ صحیح البخاری وصحیح مسلم نسمع الاجازۃ من النبی

فذکر صحیح المسلم ایضاً

یعنی شیخ عبد المعطی تونسی جب زیارت سے فارغ ہوے تو رسول اللہ کا اجازہ لیا کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم کو ایسے روایت کرین حضرت نے اسکی اجازت دی

کیون ایڈیٹر صاحب کیا اب بھی آپکو شبہہ رہیگا کہ صحت کا بمعنی قطعی الصدور ہونا کتب اصول احادیث مین موجود ہے ؟ "

رسالہ الشمس کی عبارت تمام ہوگئی

بافہم ناظرین اس عبارت کو دیکھکر سمجھ گئے ہون گے کہ اس مین کیا کیا لطائف ہین مگر بنظر توضیح کچھ ظاہر کیجاتے ہین

(۱) الشمس کے ایڈیٹر صاحبان کو چاہیے تھا کہ اس مقام پر شیعون کے اصول حدیث کی کتابون کی عبارت نقل کرتے۔ کیونکہ بحث مولوی دلدار علی صاحب کے کلام کی مرادمین اور خاص ایک حدیث شیعہ کے متعلق تھی مگر ان عالی دماغون نے بجاے اسکے اہل سنت کی کتابون

سے نقل کر دی۔ خیر اسکو بت حسن ظن سے کام لیجیے تو بد حواسی سے تعبیر کیجیے۔

(۲) اہل سنت کی کتب سے بھی جو عبارتین نقل کی ہین اُن سے بھی یہ بات ثابت نہین ہوئی کہ صحیح بمعنی قطعی الصدور آتا ہی۔ ان عبارتون مین جو کچھ بیان کیا گیا ہی وہ صحیح کے چند افراد خاص یعنی صحیحین کی احادیث کی نسبت ہی مطلق صحیح کی نسبت کچھ نہین ہی اگر کوئی شخص کسی خاص طبیب کی نسبت کہے کہ وہ عالم بھی ہی تو کیا اس سے یہ لازم آئیگا کہ وہ طبیب کو بمعنی عالم کہتا ہی؟ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو (جو رسول کے ایک خاص فرد ہین) خاتم الانبیا کہنے سے لازم آتا ہی کہ رسول بمعنی خاتم الانبیا ہی۔ اور چونکہ حضرت موسیٰ عیسیٰ خاتم الانبیا نہین ہین اس لیے یہ کہنا جائز ہو جائے کہ معاذ اللہ حضرت موسیٰ و عیسیٰ رسول نہین ہین۔

پس اسی طرح صحیحین کی حدیثین صحیح کی ایک خاص فرد ہین انکی نسبت کسی نے کہا کہ وہ قطعی الصدور ہین تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ صحیح بمعنی قطعی الصدور ہو جائے اور جو حدیث قطعی الصدور نہ ہو اُسکی نسبت یہ کہنا درست ہو جائے کہ یہ حدیث صحیح نہین ہی۔

یہ ایک ایسی بات ہی کہ معمولی سمجھ کا آدمی بھی بخوبی سمجھ سکتا ہی۔ ایڈیٹر ان الشمس کا ایسی صاف و صریح بات کو اس طرح خلط و خبط کرنا کسی طرح اُن کی نافہمی پر محمول نہین کیا جا سکتا۔ نہ یہ کہا جا سکتا ہی کہ النجم کی گرفت سے جو بد حواسی انپر طاری ہی اسکی وجہ سے وہ اسکی تمیز نہ کر سکے۔ اس مین شک نہین کہ وہ خوب جانتے ہین کہ ان عبارات سے اگر زائد از زائد ثابت ہو سکتا ہی تو صحیحین کی احادیث کا قطعی الصدور ہونا۔ نہ یہ کہ صحیح بمعنی قطعی الصدور ہی۔ یا جب کسی حدیث کو کہا جائے کہ وہ صحیح نہین ہی تو مطلب یہ ہو کہ وہ قطعی الصدور نہین ہے۔

اب فرمائیے کہ اس حالت کو دیکھکر کیا پھر کسی صاحبِ علم و عقل کی طبیعت الشمس کے جواب دینے کی طرف ملتفت ہو سکتی ہی؟ کیا ایسا ناحق شناس اور کج فہم کسی انسان کے نزدیک قابل خطاب ہو سکتا ہے؟ حاشا و کلا ہرگز نہین۔

ف صحیحین کی احادیث کے قطعی الصدور ہونے کا تذکرہ آگیا ہی اس لیے مختصراً اسکے متعلق بھی سُن لیجیے اس بارے مین علما کے دو فریق ہین بعض احادیث صحیحین کو قطعی الصدور کہتے ہین اور بعض نہین کہتے جو نہین کہتے اُنکی دلیل یہ ہی کہ صحیحین کی احادیث بھی خبر احاد ہین اور خبر احاد قطعی الصدور نہین ہوتی۔ مگر در اصل یہ اختلاف ایک قسم کا نزاع لفظی ہی۔ قطعیت

قطعیت کی دو بڑی قسمین ہین۔ ایک نظری دوسری بدیہی۔ جو لوگ احادیث صحیحین کو قطعی کہتے ہین وہ قطعیت نظریہ مراد لیتے ہین اور جو انکار کرتے ہین وہ قطعیت بدیہیہ کا انکار کرتے ہین

مولوی حامد حسین بھلا اس نکتہ کو کیا سمجھ سکتے تھے۔ اُنھون نے استقصاء الافحام کے شروع مین اس مسالہ مین ایک عجیب خبط کیا ہی۔

(۳) ایڈیٹران الشمس لکھتے ہین کہ صحت سند سے مقصود اصلی یہ ہی کہ الخ

اس قول سے معلوم ہوا کہ جو حدیث قطعی الصدور نہ ہو وہ بیکار ہی۔ حالانکہ یہ محض غلط ہی۔ اگر یہی بات ہو تو تمام دفترِ حدیث بیکار ہو جائیگا۔ کیونکہ قطعی الصدور حدیثین کہان ہین۔ ہان اگر باب عقائد مین بیکار ہونا مراد لیا جائے تو صحیح ہی مگر اس کو مطلقاً بیکار رکھنا کیونکر درست ہو سکتا ہی۔

آخر مین ایڈیٹران الشمس کی خدمت مین گزارش ہے کہ اگر صحیح بمعنی قطعی الصدور ہی تو براہِ کرم مولوی حامد حسین ونیز اپنے دوسرے علما کے اس قول کا مطلب بیان کر دیجیے کہ ہر حدیث صحیح واجب العمل بلکہ جائز العمل بھی نہین۔ کیا اس کا یہ مطلب ہی کہ حدیث قطعی واجب العمل بلکہ جائز العمل بھی نہین۔

ایسے جوابات سے جو عذرِ گناہ بدتر از گناہ کے پورے مصداق ہین سکوت کرنا ہزار درجہ بہتر ہی مگر ناحق شناسی جسکے خمیر مین ہو اُسکو کیا عار ہو سکتا ہی

یہ نمونہ ہی الشمس کے مضامین کا۔ ایسے ہی مضامین عالیہ سے "النجم" کے مقابلہ مین کامیابی حاصل کرنے کی ہوس ہے

این خیال ست و محال ست و جنون

حسدِ آدم کی بحث مین جسقدر فاحش اغلاط مولوی حامد حسین و مولوی دلدار علی کے ظاہر ہوے ہین انکا جواب اِن یاوہ گوئیون سے نہین ہو سکتا۔ لیکن پھر بھی ہم ان یاوہ گوئیون کا جواب حرف بحرف دینے کیلیے تیار ہین۔ بشرطیکہ ہمارا جواب بھی حرف بحرف الشمس مین چھپے۔ ہم تو اب بعونہ تعالی اس بات پر آمادہ ہین کہ تحریری مناظرہ کی ہوس بھی شیعون کے دماغ سے نکال دین۔ مگر صورت اُسکی یہی ہی کہ جس مبحث کو بھی شیعہ حضرات پسند کرین اُس مبحث کے متعلق میری اور شیعی علما کی تحریرین دونون شیعون کے کسی موقت الشیوع رسالہ مین چھپین تاکہ شیعہ بھی تو دیکھین کہ اُنکے علما کی یہ کارگزاریان ہین۔ اگر اسکو کسی شیعی عالم نے منظور کر لیا اور دو ہی چار اس قسم کے چند تحریری مناظرے ہو گئے تو سمجھ لیجیے کہ تحریری مناظرہ کا خیال بھی مٹ جائیگا۔

عاشورۂ محرم

سب لوگ حضرت امام حسین کی شہادت کو افسوسناک واقعے سے تعبیر کرتے ہین - یہ دوسری بات ہی کہ اس شہادت کا باعث محض یزید کی دنیاپرستی اور قساوت قلبی تھی یا ہواخواہان اہلبیت کرام یعنی شیعیان کوفہ کی جلد بازی اور بیوفائی -

تقریباً تیرہ سو ۱۳۰۰ برس کے عرصہ بعید کے بعد اصلی واقعات و اسباب شہادت کا پتہ لگانا ہرچند دشوار ہی - تاہم اس مین بھی شک نہین کہ عام اہل اسلام کی جہالت اور علم تاریخ سے بے اعتنائی نے بھی بہت کچھ پردہ ڈال رکھا ہی -

اسی طرح اس واقعۂ ہائلہ کی جو یادگار ہرسال عشرہ محرم کے موقع پر ہندوستان اور ایران مین جس رنگ مین منائی جاتی ہی - اسکی ابتدا و اصلیت کا پتہ بھی ابھی تک ہمارے تاریخ دان بزرگان ملت کے ذمے باقی ہی -

خاکسار ہیچمدان نے واقعات کربلا کی تحقیق مین ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جو انشاءاللہ عنقریب شائع ہوگا

اور تاریخی واقعے کے متعلق زبانزد عوام ہین اور بعض صورتون مین ملت اسلام مین تفرقہ اندازی کے باعث ہو رہے ہین - اُنکی تنقید کیجائے - اسی سلسلۂ تحقیق مین عشرۂ محرم کی یادگار کے متعلق بھی کچھ حالات معلوم ہوگئے جنکو اس مختصر مین ہدیۂ ناظرین کرنا مقصود ہی -

معتقدات مذاہب مین خوش اعتقادی بھی ایک عجیب چیز ہی - اسکی بنا پر ہر فرقے کو گونہ حق حاصل ہی کہ بدعات و مخترعات کو اصول دین مین شامل کرلے یا حقائق سے چشم پوشی کرکے اوہام و رسوم کا پابند ہوجائے ممکن ہے اس یادگار کا جواز بھی کسی آیۂ قرآنی یا سُنّتِ رسولؐ یا کسی قول امامؑ کی طرف منسوب ہوسکے لیکن اس مین شک نہین کہ اسکے قیام مین ایک گروہ کی خوش اعتقادی کا بہت کچھ دخل ہی - اسلیے اس بحث کو نظرانداز کرکے حوالہ بخدا کرتا ہون - اور سردست تاریخی طور پر اس یادگار کی اصلیت کا سراغ لگانے کی کوشش کرتا ہون -

---

تواریخ اسلام مین مذکور ہی کہ جب خلفاء عباسیہ کی سلطنت مین بعض اندرونی و خارجی وجوہات سے ضعف آگیا تو ایک خاندان جو آل بویہ سے مشہور ہی اور جسکو دیالمہ بھی کہتے ہین - معمولی حالت سے ترقی کرتے کرتے بڑا زبردست اور با اقتدار ہوگیا - یہ

خاندان ملوک عجم کی یادگار تھا۔ اور یزدجرد بن شہریار کی اولاد ہونے کا مدعی تھا۔

سنہ ۳۰۱ ہجری مین حضرت امام زین العابدین کی اولاد سے ایک صاحب حسن الاطروش کے ہاتھ پر یہ لوگ دائرہ اسلام مین داخل ہوے تھے۔ ایران و خوزستان وغیرہ ممالک مین انکو جب پورا اقتدار حاصل تھا۔ اُسوقت خلفاے عباسی نے انکو اپنی امداد کے واسطے بغداد مین طلب کر لیا تھا۔

خوش قسمتی سے ایک حد تک ان مددگارون کو خلفای عباسی کے دشمنون کو جہان مغلوب کرنیین کامیابی ہوگئی۔ وہین خود خلفا ان کے یہان تک ممنون احسان اور رہین منت ہوگئے کہ سارا خلافت کا اختیار ان ہی کے ہاتھ مین ہوگیا۔ اور خلیفے برائے نام خلیفے رہ گئے۔

آل بویہ کے چشم و چراغ تین بھائی ہوے ہین جنکا نام عمادالدولہ۔ رکن الدولہ۔ اور معزالدولہ ہے۔ دو بھائیون کا ذکر چھوڑ کر صرف معزالدولہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ نفس مضمون کا تعلق اسی سے ہے۔

قاضی نوراللہ صاحب شوشتری مجالس المومنین مین فرماتے ہین کہ معزالدولہ بن بویہ کرمان اور خوزستان کو فتح کرکے بغداد مین گیا اور وہان امیرالامرا بنگیا۔

اسی نے مکتفی خلیفۂ عباسی کو خلافت سے معزول کرکے اسکی جگہ مطیع کو خلیفہ بنایا۔ اور جب پورا اقتدار ہوگیا تو اُسنے باپ دادا کے عقیدے کا اظہار اور مذہب حقہ ائمہ اثنا عشری کی ترویج کو شروع کردیا۔ حکم دیا کہ بغداد کی مسجدون کے دروازون پر اور علاوہ ازین دوسری سب عمارات پر لکھا جائے کہ "لعن اللہ معویۃ بن ابی سفیان ولعن اللہ من غصب فدک ولعن اللہ من منع ان یدفن الحسن عند قبر جدہ ومن نفی اباذر الغفاری ومن اخرج العباس عن الشوری"

اس عبارت کا ترجمہ کرتے ہوے مجکو حیا مانع ہوتی ہے۔ علاوہ ازین مطلب بھی قریب الفہم ہے۔ اسواسطے نظرانداز کرتا ہون۔

اسکے بعد لکھا ہے۔ چونکہ خلیفہ مطیع، معزالدولہ کے حکم کے مطیع تھے۔ نیز وہ بھی اسی عقیدے کے گرویدہ تھے۔ معزالدولہ کو کسی طرح منع نہ کرسکتے تھے۔ تاہم بغداد کے اہل سنت لوگون مین شورش عظیم برپا ہوگئی اور جب رات ہوگئی تو اُن کلمات سے بعض کو جو دیوارون پر لکھے اور کھدے تھے اُنھون نے مٹا دیا۔ لیکن معزالدولہ نے حکم دیا کہ پھر لکھا کھدا دیا جائے۔ اس پر فتنہ کی آگ یہان تک بھڑکی کہ معزالدولہ باشندگان دارالاسلام بغداد کے قتل پر اُتر آئے۔ مگر وزیر محمد بن فہلبی نے التماس

کی کہ سوای معویہ بن ابی سفیان کے لعنت مین دوسرون کا نام شامل نہ کرین اور اُنکی جگہ یہ عبارت درج کردین

"لعن اللہ الظالمین لآل محمد رسول اللہ"۔

خدا خدا کرکے اس وزیر کے سمجھانے سے شورش ٹھنڈی ہوئی - معزالدولہ ۲۱ سال بغداد مین امیر الامرا بلکہ خلیفۃ الخلفا تھا - آخری فقرہ اس عبارت کا یہ ہی

"معزالدولہ بست ویکسال در بغداد امیر الامرا بلکہ خلیفۃ الخلفا بود" مجالس المومنین مجلس ششم

یہان تک مطالعہ کرلینے کے بعد امید ہی کہ معزالدولہ کے اعلی پوزیشن اور اُسکے زبردست رسوخ کو ناظرین نے بخوبی ذہن نشین کرلیا ہوگا -

اسکے بعد معلوم ہو کہ اسی معزالدولہ نے ۳۵۱ھ اٹھارہ ماہ ذی الحجہ کو بغداد مین لوگون کو حکم دیا تھا کہ عید غدیر کی تقریب مین زینت اور خوشی کا اظہار کرین اور اسی کے بعد لوگون کو حکم دیا کہ عاشورہ محرم کے دن دکانون کو مقفل کردین - اور خرید و فروخت سے باز رہین - اور خراب لباس پہنین اور زور سے گریہ و نوحہ کرین - اور عورتین نکلین اپنے بالون کو پریشان کیے ہوے اور منہ پر خاک ملے ہوے - اپنے کپڑون کو چاک چاک کیے ہوے - اور اپنے گالون پر طمانچے مارتی ہوئین - عزاداری امام حسین کی خاطر - پس لوگون نے ایسا ہی کیا - اور اہل سنت اس سے مانع نہ ہو سکے - کیونکہ بادشاہ شیعون کا طرفدار تھا - جب ۳۵۳ھ مین پھر ایسا ہی کیا گیا - تو فریقین مین فتنہ پیدا ہوگیا - اور بہت مال غارت ہوا

نیز تاریخ الخلفا سیوطی مطبوعہ مطبع محمدی لاہور کے صفحہ ۲۷۵ خلیفہ مطیع کے حالات مین بعد ذکر کتبۂ مساجد و اجراے تعزیہ داری امام حسینؑ علامۂ سیوطی نے لکھا ہے

وہذا اول یوم نیح علیہ ببغداد واستمرت ہذہ البدعۃ السنین - صفحہ ۲۷۵

علاوہ ازین سید امیر علی صاحب سابق جج ہائیکورٹ کلکتہ بالقابہ نے بھی اپنی تصانیف مین صاف طور پر لکھا ہی کہ سب سے پہلے معزالدولہ ہی نے عاشورۂ محرم کے دن مراسم تعزیت امام حسینؑ کا اجرا کیا"

دیکھو سپرٹ آف اسلام انگریزی پہلا ایڈیشن صفحہ ۴۶۱ - و کلکتہ ایڈیشن انگریزی صفحہ ۲۸۵ - اور صاحب موصوف کی تاریخ اسلام مترجمۂ اردو مطبوعہ وطن لاہور صفحہ ۲۳۲ -

خادم حسین خادم بھیروی

مین راجہ

میرے دو تین ہجولی رشتہ کے بھائی تھے۔ ہم سب ساتھ رہتے۔ ساتھ کھیلتے۔ ساتھ سوتے۔ ایک دن ان مین سے ایک مدرسہ سے نجانے کیا پڑھ آئے کہ مجھسے کہنے لگے "ہمارے تمھارے باپ دادا گھوڑے تھے۔ گدھے تھے۔ بندر تھے" بھائی مجھ سے نہ سنا گیا۔ اور جلبلا کے مین نے کہدیا کہ جہان تک میری تمھاری رشتہ ملی ہین وہانتک تمکو اختیار ہے اُس سے آگے نہ بڑھنا۔ اور سچ مچ اُسوقت اپنے آپ کو بھی مین آدمی جانتا تھا۔

وہ بچپنے کا زمانہ تھا گذر گیا۔ مین نے بھی تیسرے زینے پر قدم رکھا بھائی باپ دادا کو تو مین کچھ کہتا نہین۔ اور نہ اتنی مجھے چھٹی ہے نہ بچار۔ اپنے دَم کی سوچتا ہون تو بھائی نے سچ کہا تھا۔ ارے مین تو سچ مچ جانور سے بھی بدتر ہون۔ دیکھو۔ گھوڑے ہاتھی اُونٹ۔ گدھے۔ بیل۔ کیسے کام کے ہین۔ اِنپر سوار ہوکر سفر ہوتے ہین۔ مال لادتے ہین۔ لڑائیان فتح ہوتی ہین۔ زمین جوتتے ہین۔ انکے گوبر کی پانس بناتے ہین۔ غلہ پیدا کرتے ہین۔ مجھے بھی کھانے کو دیتے ہین۔ مین تو اس کام کا بھی نہین۔

گاے۔ بھینس۔ بکری۔ مین انکا دودھ پیتا ہون بالائیان بناتا ہون۔ مکھن نکالتا ہون۔ دہی بناتا ہون۔ طرح طرح کے ذائقہ پاتا ہون۔ جاڑون مین کھچڑی کا مزا انھین کے دم سے ہے۔ لڑکے جب چرانے لیجاتے ہین تو سوار بھی ہوتے ہین اور مین تو اس کام کا بھی نہین۔ ہان بچپنے مین بندر جیسا ضرور تھا۔ وہ بھی سب کو ستاتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ مین بھی ستاتا اور خوش بھی ہوتا تھا۔ وہ بھی لوگون کی روٹی چھین جھپٹ کھا جاتا ہے۔ مین بھی یہی کرتا تھا۔ وہ بھی کپڑے نوچنے پھاڑنے مین بڑا اشتاق ہے مین بھی کپڑون کا دشمن تھا۔ وہ بھی مکانون کا ستیاناس کرڈالتا ہے۔ مین بھی کبھی مکانونکی شیشون پر ڈھیلے چسلاتا۔ کرکٹ کے ڈنڈے گاڑتا۔ کیلین گاڑتا۔ غرض کہ مکان کو چلنی کرڈالتا۔ وہ کبھی درختون پر مارا مارا پھرتا ہے۔ دوسرون کے باغون کے پھلونکو کھاتا کم کاٹ کاٹ کے پھینکتا زیادہ ہے۔ مجھے بھی درختون کے پھلونکو غارت کرنیمین بڑا مزا آتا تھا۔ انکا بھی غول ہوتا ہے۔ میرا بھی غول تھا۔ اُنکے غول مین بھی دو ایک بڑے ہوتے ہین۔ جو چھوٹون کو شیطنت سکھاتے ہین۔ میرے غول کے بڑے بھی یہی کام کرتے۔ مگر ایک

بات ہی کہ بندر کی کھوپری لوگ زچہ خانے مین رکھتے ہین اور
کہتے ہین کہ اس سے بچے کو بیماری نہین ہوتی- مگر میری
کھوپڑی تو اس کام کی بھی نہین-

جب بیاہ ہوا اور دو کے چار پانوٴن ہوے تو میری
حالت کُتّے سے ملنے لگی- وہ بھی دَر دَر روٹی کیواسطے گھوستا
ہر ایک کھانیوالے کا مُنہ تکتا- جسنے چمکارا اُس کے
قدمون پر لوٹنے لگتا ہی- مین بھی دَر دَر دوڑنے لگا- ہر ایک
کا مُنہ تکنے لگا- ہر ایک کے قدمون پر لوٹنے لگا- مگر وہ اپنے
روٹی دیوا کا وفادار ہوتا ہی- جس در پر اُسنے پہلے روٹی پائی
اُسکو نہین چھوڑتا- دن بھر کہین جائے کہین پڑے- کسی کا
منہ تکے مگر رات کو اپنے مالک ہی کے گھر پر دم لیتا ہی اور
رات رات بھر جاگ جاگ کے اپنے ہی گھر کی حفاظت کرتا ہی
مجھسے تو یہ بھی نہین ہوتا- دن بھر دوڑتا رات بھر سوتا ہون
نہ مال کی حفاظت نہ مالک کا خیال-

جب لڑکا ہوا- چار کے چھ پانون ہوے- اِدہر
اُدہر دوڑتے دوڑتے مین تھک بھی گیا- تو میری حالت
مکڑے سے ملتی جلتی ہوگئی- وہ بھی دن رات اپنے جالے
کی تانا تنی مین رہتا ہی مین بھی اُسیطرح رہنے لگا- مگر لوگ کہتے ہین کہ مکڑی
کے پیٹ مین پارہ بھر کے کیمیا بنتی ہی- اور مین تو اس کام
کا بھی نہین- پھر آخر مین کس کام کا ہون-

کتابون مین بھی لکھا ہی اور لوگ بھی کہتے ہین کہ مین
سب جانون کا راجہ ہون مگر مجھے تو اپنے مین آدمیت
ہی کی کوئی بات نہین معلوم ہوتی- پھر راجہ کیسی؟
کچھ نہین- یہ سب میری اپنی بنائی باتین ہین- آپ
ہی کتابون مین بھی لکھدی ہین اور خود ہی ڈھنڈھورا پیٹتا
پھرتا ہون- مگر پھر آخر قرآن- پوران- وید- یہ تو میری
بنائے نہین ہین- اِن مین کیون لکھا ہی؟

بھائی میری سمجھ مین تو کچھ نہین آتا ہی کہ مجھمین کیا ہی
اور مین کیون راجہ ہون- کیا اس وجہ سے کہ چڑیا
ہرن- بکری- گاے کو مار کے پکڑ کے اپنا پیٹ پالتا ہون
تو شیر- بھیڑیا- باز- جرہ- بھی یہی کرتے ہین- مین تو جال
بندوق- غلیل- بغیر کچھ نہین کر سکتا وہ اسکے بھی محتاج نہین
پھر مجھمین کیا ہی- اور مین کیون راجہ ہون-

کیا مین دن رات بک بک کیا کرتا ہون- آپس مین
لڑا کرتا ہون- اِس سے مین راجہ ہون- طوطے- مینا-
مجھسے زیادہ پیاری باتین کرتے ہین- وہ کیون راجہ نہین
کہتے- بندر لڑتے خوب ہین- مین اپنے سگے بھائی بہنون
تک سے لڑتا ہون- کتے بندر اپنے محلہ والون اور جتھے
تک کا لڑنے مین بھی خیال رکھتے ہین وہ کیون راجہ نہین

ہزار سوچتا ہون میری سمجھ مین کچھ نہین آتا- شاید
مین جہاز بنا لیتا ہون- اُسپر بیٹھ کے اِدہر سمندر چھان ڈالتا
ہون- ریل بناتا ہون اُسپر بیٹھکے زمین کے سب سرے

ناپتا پھرتا ہون - تار برقی لگا لیتا ہون - یہان سے بیٹھے
بیٹھے کوسون خبر بھیج دیتا ہون - ہوائی جہاز بنا لیتا ہون
اُسپر بیٹھکے اُڑا اُڑا پھرتا ہون - اسوجہ سے راجہ ہون -
اگر نہین - دیکھو تو میرا بغیر ان سب چیزون کے کچھ کام ہی
نہین چل سکتا - مجھسے تو جانور کہین اچھے - جنکو
ان سب چیزون کی حاجت نہین - پھر مین کیون سب کا
راجہ ہون -

اگر میرے پاس ہیرا - لال - چاندی - سونیکے ڈھیر
صندوق کے صندوق بھرے ہوے ہین - تو زمین اور
پہاڑون کے پاس مجھ سے کہین زیادہ یہ سب چیزین
ہین کہ مین نے انھین سے چھین کھسوٹ کر اتنا جمع کر لیا ہی
مگر اُنکے پاس اب بھی کمی نہین -

بڑی بڑی کتابون مین بھی لکھا ہی اور لوگ بھی کہتے ہین
کہ میرے پاس عقل ہی - اس سے کام لیکے مین سب جانورونکو
اپنا پرجا بنا لیتا ہون - اسلیے مین سب کا راجہ ہون - مگر
اپنی اپنی حاجت بھر مجھے تو سب کے پاس عقل معلوم ہوتی ہے
جتنی جسکو حاجت اُتنی اُسکے پاس عقل - تو وہ اچھے
جنکو حاجت ہی کم ہی یا وہ جنکو حاجتین تو بہت اور اُنکے
واسطے عقل کی روشنی ڈھونڈتے پھرین -

ابھی کچھ بھی نہین - گرو کی ٹھیک ہی - جسپر مالک
کی عنایت ہو وہ راجہ - مین راجہ بھی ہون اور پرجا بھی
اگر ایسے کام کرون جس سے مالک کی عنایت مجھپر ہو - تو
راجہ، نہین تو پرجون سے بدتر -

میرے بڑون نے یہی کیا تھا - جسکا کھاتے تھے
اُسیکا گاتے تھے - اگر تھوڑی دیر اپنے جی کو سکھ دیا - تو
باقی رات و دن مالک کے خوش کرنیکی فکر رکھی - اگر کھاتے
تھے تو اُسکا حکم بجالانے کو - اگر لڑتے تھے تو اُسکے خوش کرنیکو
اگر دیتے تھے تو اُسکے نام پر - اگر خرچتے تھے تو اُسکے کام پر
غرض جو کرتے ایسا کرتے جس سے مالک خوش ہو جبھی
مالک نے اُنکو راجگدی پر بٹھایا - اور سب جانون کو
اُنکا پرجا بنایا -

اب اگر مین اپنے بڑون کی راہ پر چلون - اپنے
مالک کو خوش رکھون تو سپوت ہون - راجگدی پاؤن
نہین تو پرجون سے بدتر -

معاف کرنا - میرے جی پر جو بیتی وہ مین نے کہدی
کوئی بُرا نہ ماننا - اور کسی سے گِلا نہ کرنا - ایک پرجا
کی بکواس کا گِلا ہی کیا ؟"

راقم - مست دانا -

خریداران النجم اپنے خطوط مین نمبر
خریداری ضرور تحریر فرمادیا کرین - ورنہ عدم
تعمیل کی شکایت معاف . منیجر

لوائح لیلیہ

عنوان مذکورہ بالا ایک رسالہ کا نام ہو جو ابھی حال مین شایع ہوا ہو- چھوٹی تقطیع پر تقریباً تین جزکا رسالہ ہو- کوئی صاحب مولوی مرتضیٰ ہین انکی تالیف ہو- سرورق مین مؤلف کی تعریف اور انکے القاب چھہ سطر مین مذکور ہین اور انکا فلسفی ہونا بھی ظاہر کیا گیا ہو- خود اُنکے طرز تحریر سے بھی مستنبط ہوتا ہو کہ وہ اپنے آپ کو فلسفہ کا ماہر سمجھتے ہین-

مؤلف نے اس رسالہ مین صحیفۂ سجادیہ کی چند دعاؤن کی شرح کی ہو- صحیفۂ سجادیہ شیعہ مذہب مین ایک بڑی معتبر کتاب ہو- امام زین العابدین کی طرف منسوب ہو شیعون نے اسکو زبور آل محمد کا لقب دیا ہو-

شرح کا رنگ فلسفیانہ ہو- کہین کہین حضرات صوفیہ کے کلام سے بھی استراق کیا ہو- شرح عربی زبان مین لکھی ہو اس مقام پر مجھے فلسفہ کے متعلق اُنکے اغلاط کا اظہار منظور نہین ہو- اس رسالہ کو دیکھکر یہ بات اچھی طرح معلوم ہو سکتی ہو کہ شیعون مین ایک شخص بھی ایسا نہین جو مذہب کے بیجا تعصب سے خالی ہو اور رد اہل سنت پر شیفتہ و شیدا نہ ہو- جو لوگ بظاہر مذہبی رنگ سے جدا معلوم ہوتے ہین اُنکی بھی اس مادہ خاص مین وہی حالت ہو جو دن رات اسی بحث مین رہنے والونکی ہوتی ہو- لقب تو فلسفی ہو- مگر خیالات کی تاریکی ویسی ہی ہو- مباحث حکمت کے اپنے کو ماہر سمجھتے ہین مگر لجاج و لدادکی حالت ہو رہی ہے

اس رسالہ کے صفحہ ۱۱ مین آپنے تکون الجنین کی کیفیت لکھتے ہوے تفسیر کبیر سے وہ حدیث نقل کی کہ فاروق اعظم فرماتے ہین کہ کریمۂ فتبارک اللہ احسن الخالقین کا نزول اس طرح پر ہوا کہ جب کریمہ ثم خلقنا النطفۃ الی قولہ خلقا آخر- نازل ہوئی تو مین نے کہا فتبارک اللہ احسن الخالقین پس رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت یون ہی نازل ہوئی ہو-

مؤلف صاحب اس حدیث کو رد کرنا چاہتے ہین فرماتے ہین روی العلامۃ الرازی فی تفسیر الکبیر ہہنا روایتین قضیت العجب منہ کیف یومن بہما- یعنی امام رازی نے تفسیر کبیر مین یہان دو روایتین لکھی ہین جنسے مجھکو حد درجہ کا تعجب ہو کہ انپر کیونکر یقین کیا جائے-

آپ اس روایت پر اپنی جدت نظر سے چند اعتراضات وارد فرماتے ہین

اوّل یہ کہ فتبارک اللہ احسن الخالقین پوری آیۃ ہو یا جزکسی آیت کا ہو اگر پوری آیت ہو تو لازم آیا کہ ایک بشر نے کلام خدا کے مثل کلام کہدیا- گو ایک آیت ہی سہی- حالانکہ اسپر اہل اسلام کا اجماع ہو کہ کتاب اللہ

کی ہر آیت معجزہ ہی کوئی اسکے مثل نہین بنا سکتا۔ پس یہ منقبت
عمر یہ ایسی ہی جس سے قرآن کے اعجاز مین قدح ہوتی ہی
اور اگر یہ پوری آیت نہین ہی بلکہ ضمیمہ اپنے ماقبل کا ہی تو کیونکر جائز
ہی کہ اللہ ایک ناقص آیت نازل کرے اور اسکو عمر یا اور کوئی شخص
پورا کرے اور اسکے اللہ جل شانہ کے درمیان مین توارد ہو جائے
اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہین کہ آپنے
کبھی آیت ناقصہ زبان سے نکالی ہو"

جواب اسکا یہ ہی کہ دونون صورتون مین کوئی
خرابی لازم نہین آتی۔ اگر آیت کاملہ ہی تو اسلیے کہ تحدی
ایک آیت کے ساتھ نہین ہوئی۔ بلکہ ایک سورۃ کے ساتھ
ہوئی۔ جسمین کم از کم تین آیتین ہوتی ہین۔ پس اگر مشاکلت
محال ہی تو تین آیتون کی۔ اور اعجاز قرآنی مین اگر قادح ہو سکتی
ہو سکتی ہی تو مشاکلت مین آیتون کی۔ اور اگر آیت سابقہ کا
جز ہی تو اسلیے کہ یہ محض بے دلیل دعوی ہی کہ پوری آیت
سے کم کبھی نازل نہین ہوئی۔ وصح نزول وغیر اولی الضرر
وحدہا وہی بعض آیۃ وکذا قولہ وان خفتم عیلۃ الی آخر الآیۃ
وہی بعض آیۃ (اتقان)

اب رہا یہ کہ حضرت عمرؓ نے اس آیت کو پورا کیا۔
یہ مولف صاحب کا ذہنی مضمون ہی۔ روایت مین یہ مضمون
نہین ہی۔ بلکہ روایت سے معلوم ہوتا ہی کہ یہ آیت مع
فتبارک اللہ احسن الخالقین کے نازل ہو چکی تھی۔ حضرت عمرؓ
نے خلقا آخر تک سنکر آیندہ الفاظ کے سننے بغیر فتبارک
اللہ احسن الخالقین کہدیا۔ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ
یون ہی نازل ہو چکی ہی۔

الفاظ روایت یہ ہین۔ قلت فتبارک اللہ احسن
الخالقین فقال ہکذا نزلت۔

نیز اس واقعہ کا نام توارد رکھنا بھی مولف ہی کی
ایجاد ہی۔ ہان یہ کہنا چاہیے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی صحبت شریف کی برکت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
قلب کو ایک ایسی قوت عنایت ہوئی تھی کہ وحی الٰہی
کا انعکاس آپ کے قلب مبارک پر ہو جاتا تھا

دوسرا اعتراض یہ ہی کہ تفسیر کبیر کی منقولہ روایت مین
یہ الفاظ ہین کہ حضرت عمر نے کہا وافقنی ربی فی اربع یعنی
میرے پروردگار نے چار موقعون پر میری موافقت فرمائی۔ اللہ تعالی
کیطرف موافقت کی نسبت کرنا اپنے کو خدا کہنا اور خدا کی تنقیص
کرنا ہی ورنہ کہنا چاہیے تھا۔ وافقت ربی یعنی مینے اپنے رب کی موافقت کی

جواب یہ ہی کہ مولف کی وسعت نظر نسبۃً لائق تحسین ہے
انکو خبر نہین کہ روایات مین وافقنی ربی اور وافقت ربی دونون منقول
ہین بلکہ بخاری کی ایک روایت مین وافقنی ربی اور وافقت ربی
شک کے ساتھ منقول ہی۔ پس شک راویون کی طرف سے ہی۔ لہذا
یہ فیصلہ کرنا ممکن نہین کہ حضرت عمر کے اصلی الفاظ کیا تھے
پس اگر بالفرض کو فرض المحال اس لفظ مین کچھ

فرمائی تھین پوری ہون -

*

واقعات ہر سنہ

سنہ ۱ ہجری مین مدینہ آنے سے ایک مہینے بعد نماز (ظہر عصر عشا) مین چار رکعتین کردی گئین اور اس سے پہلے (ان مین بھی) دوہی دو رکعتین تھین اسی **سنہ** مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ پڑھی جب آپ قبائے مدینہ چلے تو آپ نے اثنا راہ مین قبیلہ بنی سالم کے یہان جمعہ پڑھا اور یہ پہلا جمعہ تھا جو پڑھا گیا اور آپنے اسوقت خطبہ بھی پڑھا اور یہ اسلام مین پہلا خطبہ تھا اور اسی **سنہ** مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مسجد (مقدس) بنائی اور اپنی ازواج کے مکان تعمیر فرمائے اور مسجد قبا کی تعمیر کی -

سنہ ۲ مین رمضان مین غزوۂ بدر عظمی ہوا اور اسی **سنہ** مین شعبان مین رمضان کے روزے فرض کیے گئے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فطرہ کا حکم دیا اور اسی **سنہ** مین شعبان ہی مین قبلہ بدلا گیا بجائے بیت المقدس کے کعبہ اور بعض لوگ کہتے ہین کہ (تحویل قبلہ) رجب مین ہوئی اور اسی **سنہ** مین عید سے دو دن پہلے صدقہ فطر واجب کیا گیا اور اسی **سنہ** مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ مین قربانی کی اور آپ لوگون کو لیکر عید کی نماز پڑھنے گئے اور دو بکریان اپنے ہاتھ سے ذبح فرمائین اور بعض کا قول ہے کہ ایک بکری -

سنہ ۳ مین شوال مین غزوہ احد ہوا اور اسی **سنہ** مین اور بعض کا قول ہے کہ **سنہ ۴** ربیع الاول مین شراب حرام کیگئی -

سنہ ۴ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ ذات الرقاع مین نماز خوف پڑھی اور بعض لوگون نے کہا ہے کہ اسی سنہ مین (مسافر کے لیے) نماز قصر کا حکم دیا گیا اور اسی **سنہ** مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی اور یہودیہ کو سنگسار کیا اور قصہ اُسکا مشہور ہے اور اسی **سنہ** مین تیمم کی آیت نازل ہوئی -

سنہ ۵ مین ذیقعدہ مین پردے کی آیت نازل ہوئی اور اسی **سنہ** مین مدینہ مین زلزلہ آیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل تمکو تنبیہ کرتا ہے پس تم مقتدیم

ہو جاؤ۔ اور اسی سنہ مین غزوۂ خندق ہوا
سنہ ۶ھ مین غزوہ بنی مصطلق مین افک والون
نے افترا پردازی کی اور اسی سنہ مین
منافقون کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول
نے کہا تھا کہ لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز
منہا الاذل۔ اور اسی سنہ مین آفتاب
مین گرہن پڑا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز کسوف پڑھی اور یہی پہلی نماز کسوف ہے جو
پڑھی گئی اور اسی سنہ مین ذیقعدہ مین رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کا عمرہ کیا اور درخت
کے نیچے بیعت الرضوان کی اور اسی سنہ
مین لوگون پر قحط پڑا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے پانی برسنے کی دعا کی چنانچہ پانی برسنے لگا
اور لگاتار برسا پھر آپ سے ایک شخص نے کہا
کہ یا رسول اللہ (پانی کی کثرت سے) راستے بند
ہو گئے مکانات گر گئے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا اللہم حوالینا ولا علینا چنانچہ ابر مدینہ
سے ہٹ گیا اور اسی سنہ مین رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹون کے درمیان مین مسابقت
کرائی تو ایک عرب کا اونٹ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی اونٹنی قصوی (نامی) سے سبقت لیگیا
اور اس سے پہلے کبھی کوئی اونٹ اُس سے سبقت
نہ لے گیا تھا۔ یہ بات مسلمانون پر بہت شاق ہوئی
تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ حق پر ہی
کہ دنیا مین جس چیز کو بلند کرے اُسکو پست بھی کرے
اور اسی سنہ مین آپ نے گھوڑدوڑ کرائی
تو حضرت صدیق اکبر کا ایک گھوڑا سبقت لیگیا اور
اُنھون نے انعام لیلیا اور یہ سب سے پہلی گھوڑدوڑ
تھی جو اسلام مین ہوئی۔

سنہ ۷ھ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
نے عمرۂ حدیبیہ کی قضا کا عمرہ کیا کیونکہ (حدیبیہ والے
سال مین) مشرکین نے آپ کو (عمرہ سے) روک
لیا تھا پس اس عمرہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم اور تمام مسلمانون نے اضطباع[1] کیا اور رمل[2] کیا
اور یہ سب سے پہلا اضطباع اور رمل تھا جو اسلام مین
ہوا اور اسی سنہ مین جنگ خیبر ہوئی اور
اسی سنہ مین ایک (یہودی) عورت نے
جسکا نام زینب تھا وہ سلام بن مشکم کی بی بی تھی

[1] اضطباع چادر کا اس طرح اوڑھنا کہ اُسکا ایک سرا داہنے شانے سے اُتار کر داہنی بغل کے نیچے سے نکال کر بائین شانے پر ڈال لے۔

[2] شانہ ہلا ہلا کر کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھکر چلنا۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو زہر دیا تھا- ایک بکری (کے گوشت) مین زہر ملا کے ہدیۃً آپکے پاس بھیجی تھی آپ نے اُسے کھالیا تھا اور اسی سنہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ اور قیصر اور نجاشی اور بادشاہ غسّان (نام مقام) اور ہوذہ بن علی کی طرف سفارت بھیجی اور اسی سنہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (اپنے لیے) مُہر بنوائی اور جو خطوط بادشاہون کو بھیجے اُن پر وہ مُہر کی اسی سنہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے پالے ہوے گدھون کے گوشت کو حرام فرمایا اور اسی سنہ مین خیبر کے دن عورتون سے متعہ کرنے کو بھی حرام[۱] کر دیا-

[۱] تحقیق یہ ہے کہ متعہ کی تحلیل و تحریم کئی بار ہوئی پہلے جنگ خیبر مین جو سنہ ہجری کا واقعہ ہے پھر فتح مکہ مین جو سنہ ہجری کا واقعہ ہے- پھر جنگ اوطاس مین کہ وہ بھی سنہ ہجری کا واقعہ ہے اور اسی جنگ اوطاس مین تین دن کے بعد ہمیشہ کیلئے حرام کر دیا گیا- تمام اہل اسلام کا اسپر اتفاق ہے کیا صحابہ کیا تابعین کیا فقہا کیا محدثین- صحابہ مین صرف ابن عباس پہلے بحالت اضطرار متعہ کو جائز سمجھتے تھے مگر جب حضرت علی مرتضیٰ نے اسپر انکو تہدید کی اور متعہ کی حرمت قطعی بدی سے انکو واقف کیا تو انھون نے اپنے قول سے رجوع کیا انکار جمیع کرنا کتب احادیث و فقہ مین مذکور ہے (علم الفقہ جلد ششم صفحہ)

سنہ ۸ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر بنایا گیا اور اُسپر آپ نے خطبہ پڑھا اور (اس سے پہلے) آپ ایک ستون سے تکیہ لگاکر خطبہ پڑھا کرتے تھے پس (جب آپ اُسے چھوڑ کے منبر پر تشریف لائے) تو وہ ستون رونے لگا یہان تک کہ لوگون نے اُس (کے رونے) کی آواز سُنی پس آپ منبر سے اُتر کے اُسکے پاس گئے اور اُسپر آپ نے اپنا ہاتھ رکھدیا اور وہ چُپ ہوگیا- اور یہ پہلا منبر تھا جو اسلام مین بنایا گیا- اسی سنہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور طائف کا محاصرہ کیا اور اُسپر منجنیق[۲] نصب کیا اور یہ پہلا منجنیق تھا جو اسلام مین نصب کیا گیا-

سنہ ۹ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج سے ایلا کیا یعنی قسم کھائی کہ ایک مہینہ تک اُنکے پاس نہ جائینگے اور یہ قصہ مشہور ہے اسی سنہ مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد

[۲] منجنیق فلاخن بزرگ (صراح) ایک رسّی ہوتی ہے جسکے سرے پر گچھا باندھکر اُسمین پتھر وغیرہ رکھکر کاشتکار لوگ چڑیون سے کھیت کی حفاظت کرتے ہین جبکو ہمارے یہان ڈھیلوا یا گوپھن کہتے ہین اسی وضع کا قدیم زمانہ مین لڑائی کا ایک اوزار ہوتا تھا جو قریب قریب توپ کا کام دیتا تھا بڑے بڑے پتھر اُس سے پھینکے جاتے تھے

ضرار کو جو مدینہ مین تھی گروادیا یہ مسجد منافقون نے بنوائی تھی اسکا ہدم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک سے واپس آنے کے بعد ہوا اور اسی **سنہ** مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہر طرف سے وفود[1] آئے اور اسی وجہ سے اس سنہ کا نام سنۃ الوفود رکھا گیا اور اسی **سنہ** مین شعبان مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عویمر عجلانی اور انکی بی بی کے درمیان مین عصر (کی نماز کے) بعد اپنی مسجد مین لعان[2] کرایا اور (وجہ اسکی یہ ہوئی کہ) عویمر تبوک سے لوٹ کے آئے تو انھون نے اپنی بی بی کو حاملہ پایا۔ اور اسی **سنہ** مین شوال مین عبد اللہ بن اُبی بن سلول منافق مرگیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکے جنازہ کی نماز پڑھی اور اسکے بعد کسی منافق کی نماز نہین پڑھی کیونکہ (اسکے بعد ہی) اللہ تعالی نے آیت نازل فرمادی "ولا تصل علی احد منهم مات ابداً"[3] اور اسی **سنہ** مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کو امیر حج بنایا انھون نے لوگون کے ہمراہ حج کیا اور حضرت علیؓ بن ابی طالب کو حکم دیا کہ سورہ براۃ مشرکون کو سناوین اور انکا عہدہ انھین واپس کردین اور یہ (اعلان کردین) کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور کوئی برہنہ[4] ہوکر کعبے کا طواف نکرے اور یہی آخری حج تھا جو مشرکون نے کیا۔

سنہ ۱۰ مین آیۂ "لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم والذین لم یبلغوا الحلم منکم ثلاث مرات"[5] نازل ہوئی۔ اس (آیت کے نازل ہونے) سے پہلے لوگ ایسا کرتے تھے اور اسی **سنہ** مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا اور بعض لوگ کہتے ہین کہ آپنے اسی حج کے ساتھ عُمرہ بھی کیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد سوا اسکے کوئی حج[6] نہین کیا۔

[1] وفود جمع ہے وفد کی وفد کے معنی قاصد یہ لوگ اپنی اپنی قوم کیطرف سے انکے اسلام کی خبر دینے اور ضروریات دین کا علم حاصل کرنے آتے تھے

[2] جب مرد اپنی عورت کو تہمت لگائے اور کوئی گواہ نہو تو یہ حکم ہے کہ ان دونو سے خاص طریقہ پر قسم لیکر تفریق کرادیجائے۔ اسی کو لعان کہتے ہین۔

[3] ترجمہ اور جو کوئی انمین سے مرجائے تو آپ اسکی جنازہ کی نماز نہ پڑھیے

[4] مشرکین عرب برہنہ ہوکر کعبہ کا طواف کرنا افضل سمجھتے تھے۔

[5] چاہیے کہ تمھارے لونڈی غلام اور تمھارے وہ بچے جو بالغ نہین ہوئے (تمھارے پاس آنیکے لئے) تین وقتون مین تم اجازت طلب کرین (جب تم اجازت دو تو آوین)

[6] علما نے اختلاف کیا ہے کہ آپنے صرف حج کیا تھا یا قران یا تمتع (دیکھیے علم الفقہ جلد ۵)

معجزات کا بیان

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مثل انبیاے سابقین کے اپنی قوم کو معجزات دکھائے - اور چونکہ آپ اشرف الانبیا ہین اسلیے آپ کے معجزات بھی سب سے اعلی و اشرف ہے - چونکہ آپکے معجزات کا جاننا تقویت ایمان کا ایک عمدہ ذریعہ ہی اس لیے معجزات کے بیان مین کچھ بسط دیا جاتا ہی - تاہم اختصار و ایجاز ملحوظ ہی - مناسب معلوم ہوتا ہی کہ ان معجزات کا بیان ایک نقشہ کی صورت مین کیا جائے -

نمبر	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتاب
۱	قرآن مجید	سب سے اعلی و اشرف معجزہ آپ کا قرآن مجید ہی - جو اب تک ہمارے ہاتھون مین باقی ہی اور تا قیامت باقی رہیگا - یہ ایک زندہ معجزہ ہی - جو خود ہزارہا معجزات پر شامل ہے - واضح رہے کہ قرآن مجید مین کئی قسم کا اعجاز ہی - اول بوجہ بلاغت کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود امی محض ہونے اور مشق شعر و سخن سے نا آشنا ہونے کے اُس مجمع فصحا و بلغا مین کہ بڑے بڑے قصید و نکاتی البدۃ تصنیف کرنا اور طول طویل خطبونکا بے تامل انشا کرنا جنکا روزمرہ تھا - اسکی فصاحت و بلاغت (مافوق الفطرۃ) کا اعلان دیا - اور فاتوا بسورۃ من مثلہ کا ڈنکا بجایا - پھر انکو جوش بھی دلایا گیا کہ وان لم تفعلوا ولن تفعلوا پھر انتہا یہ کی گئی کہ لئن اجتمعت الانس والجن علے ان یاتوا بمثل ہذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضہم لبعض ظہیرا - مگر کسی کی ہمت نہ ہوئی - اور کوئی شخص سورۂ انا اعطینا کا بھی مثل نہ بنا سکا - قاضی عیاض شفا مین لکھتے ہین کہ باعتبار بلاغت کے قرآن کریم مین سات ہزار سے زیادہ معجزے ہین - کیونکہ کلام اللہ مین جس قدر کلام برابر سورۂ انا اعطنا کے ہے معجزہ ہی اور سورۂ انا اعطینا مین دس لفظین ہین - اور پورے قرآن مین ستر ہزار سے

نمبر شمار	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتاب
		زائد الفاظ ہین۔ ۲ دوسرا اعجاز بوجہ عدم اختلاف کے ہی۔ جیسا کہ فرمایا ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔ عدم اختلاف ایک بہت وسیع لفظ ہی اسکے کئی معنی ہین۔ ۱ ایک معنی یہ ہین کہ اسمین باہم تناقض نہین۔ ایک آیت دوسری آیت کے مخالف نہین۔ کلام بشر اس سے محفوظ نہین رہ سکتا۔ ۲ دوسرے معنی یہ ہین کہ اس مین ہر قسم کا کمال اپنے منتہاے کمال پر ہی۔ یہ نہین ہی کہ کسی قسم کا کلام کامل ہو کسی قسم کا کامل نہو۔ کلام انسانی کی یہ حالت نہین ہو سکتی اُسکے کلام مین اختلاف کا ہونا لازم ہی۔ جس چیز سے اسکی طبیعت کو مناسبت ہوگی اُس چیز مین اُسکا کلام کامل ہوگا دوسری چیزون مین ناقص ہوگا۔ کسی کا کلام رزم مین اچھا ہی تو بزم مین وہ کیفیت نہین۔ پند و نصائح مین اچھا ہی تو اور چیزون مین ویسا نہین۔ سیاست و جہانداری کے آداب اچھے بیان کر سکتا ہی تو عزلت و گوشہ نشینی کے طریقے ویسے نہین بیان کر سکتا۔ قرآن مین اس قسم کا بھی اختلاف نہین ہی۔ ۳ تیسرے معنی عدم اختلاف کے یہ ہین کہ اختلاف حالات کی وجہ سے ہو جایا کرتا ہی مثلاً انسان کمزور ہوتا ہی۔ بیکسی کی حالت ہوتی ہی۔ دشمنون کا غلبہ ہوتا ہی۔ اُسوقت اور قسم کی باتین اسکی زبان سے نکلتی ہین۔ جب اُسکو قوت و شوکت حاصل ہو جاتی ہی دشمنون کا خوف نہین رہتا ہی۔ اُسوقت دوسری قسم کی باتین اُسکی زبان سے نکلتی ہین۔ پہلی حالت مین ملاطفت اور نرمی کی باتین کہتا ہی اور دوسری حالت مین جلال و جبروت سے خطاب کرتا ہی۔ قرآن کریم اس اختلاف سے بھی پاک ہی۔ قبل ہجرت کا زمانہ جو ایک عجیب نازک و پرخطر زمانہ تھا نہ کوئی

نمبر شمار	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتاب
		یار تھا نہ یاور۔۔نہ فوج تھی نہ لشکر۔ ہر طرف دشمن ہی دشمن تھے اور سب جان کے خواہان خون کے پیاسے - ایسے نازک وقت مین جو آیتین نازل ہوئی ہین ان مین جس جلال وجبروت کے ساتھ کافرون سے خطاب کیا گیا ہے بعد ہجرت کی آیتون مین جبکہ یک قوت و شوکت اور اعوان و انصار کی کثرت تھی اس سے شمہ برابر بھی زیادتی نہین ہے۔ سورۂ اقرأ مین (جو مکی ہے) ابوجہل سے جو سردار قریش تھا۔ یون خطاب کیا گیا
		کلا لئن لم ینتہ لنسفعا بالناصیہ ناصیۃ کاذبۃ خاطئۃ فلیدع نادیہ سندع الزبانیۃ یعنی اگر ابوجہل حضرت کی ایذا رسانی سے باز نہ آئیگا تو ہم ضرور ضرور اُسکو پیشانی کے بل گھسیٹین گے وہ پیشانی جو جھوٹی اور خطاکار ہے۔ پس اُسکو چاہیے کہ اپنی تمام مجلس کو مدد کے لیے پکارے۔ ہم بھی زبانیہ (نام فرشتہ) کو بلاتے ہین - اسی طرح مکی آیتون مین جابجا ارشاد ہوا ہے - تنبیہ وتہدید کا کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا گیا۔ دنیا مین اُنکو تخویف کی گئی اور آخرت کے عذابون سے بھی اُنکو ڈرایا گیا مدنی سورتون مین کوئی بات اس سے زیادہ نہین۔ اسکے علاوہ عدم اختلاف کے اور بھی مطلب ہین اور کسی مطلب کے اعتبار سے قرآن کریم مین اختلاف نہین ہے - تیسرا اعجاز قرآن مجید کی پیشین گوئیون کے اعتبار سے ہے - یہ اعجاز بھی قرآن مجید کی بہت سی آیتون مین ہے۔ منجملہ انکے چند پیشین گوئیان اس مقام پر ذکر کیجاتی ہین - (۱) پیشین گوئی متعلق فتح خیبر آیۂ واثابہم فتحاً قریباً ومغانم کثیرۃ مین -
		(۲) پیشین گوئی متعلق عمرۃ القضا آیہ لتدخلن المسجد الحرام ان شاء اللہ آمنین مین

نمبر شمار	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالۂ کتاب
		(۳) پیشین گوئی متعلق فتح فارس و روم کریمہ و اُخری لم تقدروا علیہا - اور کریمہ ستدعون الیٰ قوم اولی باس شدید مین -
		(۴) متعلق دفع شر مرتدین - کریمہ من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللّٰہ الآیہ مین -
		(۵) پیشین گوئی متعلق غلبۂ روم کریمہ الٓم غلبت الروم وہم من بعد غلبہم سیغلبون مین - (۶) پیشین گوئی متعلق اسکے کہ یہود موت کی تمنا کرین گے -
		(۷) پیشین گوئی متعلق حضرات خلفای راشدین کریمہ وعد اللّٰہ الذین آمنوا و عملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض - ونیز دوسری آیات مین -
		(۸) پیشین گوئی متعلق غلبۂ دین اسلام بر جمیع ادیان کریمہ لیظہرہ علی الدین کلہ وغیرہ مین -
		(۹) پیشین گوئی متعلق محفوظی آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم واللّٰہ یعصمک من الناس مین
		(۱۰) پیشین گوئی متعلق حفاظت قرآن - کریمہ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون اُنکے علاوہ اور بھی بہت سی پیشین گوئیان ہین - جو بخیال اختصار ترک کی گئین -
۲	بے دیکھی ہوئی باتون کا بیان کرنا	بے دیکھی ہوئی باتین رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے تین قسم کی بیان کی ہین اوّل زمانۂ گذشتہ کی - دوم زمانہ حال کی - سوم زمانہ آیندہ کی - یہ تینون قسمین معجزہ ہین - مگر پہلی قسم کا اعجاز چونکہ آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے اُمّی ہونیکے ساتھ وابستہ ہے - اسیلیے اُس کو ترک کرکے صرف آخری دونون قسمون کے پانچ پانچ معجزے اس مقام پر بیان کیے جاتے ہین - قسم دوم (۱) صحیحین مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللّٰہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبش کی وفات کی خبر اُسی روز جس روز کہ انکی وفات ہوئی بیان فرمائی - اور آپ نے غائبانہ نماز جنازہ کی پڑھی -

نمبر شمار	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتاب
〃	〃	(۲) سنن بیہقی مین ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسریٰ بادشاہ ایران کی مقتولی کی خبر اُسی صبح کو بیان فرمائی جس شب کو وہ قتل کیا گیا۔ قصہ اسکا طویل ہے (۳) امام احمد اور حاکم اور بیہقی نے روایت کی ہی کہ حضرت عباس جب کافرون کے ساتھ غزوۂ بدر مین قید ہوے - اور تمام قیدیون پر فدیہ مقرر کیا گیا تو حضرت عباس نے کہا کہ اس قدر روپیہ میرے پاس نہین ہی - رسول خدا صلی اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو مال تمنے ام فضل کے پاس جمع کیا ہی وہ کیا ہوا ؟ حضرت عباس کہتے ہین کہ اُس مال کی سوا میرے اور ام فضل کے کسی کو خبر نہ تھی - (۴) سنن بیہقی مین ہی کہ ایک مرتبہ اونٹنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گم ہوگئی لوگون نے بہت ڈھونڈھا مگر نہ ملی - ایک منافق نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو غیب دانی کے مدعی ہین انھین یہ کیون نہین معلوم ہوجاتا کہ اونٹنی ان کی کہان ہی - حضرت نے فرمایا کہ مین غیب دانی کا مدعی نہین ہون - مگر اللہ نے مجھے منافق کے اس مقولہ سے نیز اونٹنی کے مقام سے آگاہ کردیا وہ اونٹنی فلان مقام پر ہی" چنانچہ وہ وہین ملی - (۵) صحیحین مین ہی کہ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے (جو اصحاب بدر مین سے تھے) مخفی طور پر ایک عورت کے ہاتھ ایک خط کفار مکہ کو لکھا - حضرت نے بیان فرمادیا کہ حاطب نے ایسا کیا ہی اور وہ عورت خط لیے ہوے جارہی ہی - چنانچہ کچھ لوگ آپ کے حکم سے گئے اور اُس خط کو اُس عورت سے لے آئے - قسم سوم (۱) خلفای اربعہ رضوان اللہ علیہم کا بترتیب خلیفہ ہونا - خلافت راشدہ کا تیس برس رہنا حضرت نے بیان فرمادیا - دیکھو ازالۃ الخفا -

مختصر کیفیت بحوالہ کتاب	نام معجزہ	نمبر شمار
(۲) حضرت عثمان وحضرت علی کے ظلماً مقتول ہونے کی خبر دی (دیکھو ازالۃ الخفا) (۳) صحیح بخاری مین عوف بن مالک سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا میرے بعد بیت المقدس فتح ہوگا۔ (۴) صحیحین مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت آنے سے پہلے ملک حجاز مین ایک آگ نکلیگی کہ ظاہر کردیگی اونٹون کی گردنون کو شہر بصرے مین۔ یعنی اُس آگ کی روشنی شہر بصرے تک پہونچیگی (جو ملک شام کا ایک شہر ہی) اور وہان لوگ اس روشنی کی مدد سے راستہ طے کرینگے"۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اخیر خلافت عباسیہ مین ۳ - جمادی الاول ۶۵۴ھ ہجری مین جمعہ کے دن عشا کے بعد یہ آگ مدینہ کے قریب ظاہر ہوئی مثل بڑے شہر کے جسمین قلعے اور برج اور کنگرے ہون۔ طول اسکا بقدر ۱۲ میل کے تھا اور عرض بقدر چار میل۔ اور اُونچائی اسکی قد آدم سے ڈیوڑھی۔ دریا کی طرح موجین مارتی تھی اور سیلاب کی طرح چلتی تھی۔ رعد کی طرح آواز کرتی تھی۔ یہ ایک نہایت عجیب بات تھی کہ پتھرونکو جلادیتی اور پہاڑون کو رانگے کی طرح پگھلا دیتی تھی مگر درختون پر اس سے کوئی اثر نہ پہونچتا تھا۔ مدینے کے لوگ اس آگ کی روشنی مین رات کو مثل دن کے کام کرتے تھے۔ اس آگ کی روشنی مکہ مین اور بصرے مین دیکھی گئی۔ علامہ قسطلانی اسی زمانہ مین تھے۔ انھون نے اس آگ کی بیان مین ایک کتاب مستقل تصنیف کی ہی۔ نیز اور علمانے بھی اسکا تذکرہ لکھا ہی۔ اس آگ کی پیشینگوئی جن کتابون مین لکھی ہوئی ہی مثل صحیحین کے وہ اس واقعہ سے کئی سو برس پہلے کی تصنیف ہین۔ (۵) صحیح مسلم مین حضرت ابوذر سے روایت ہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ	″	″

نمبر شمار	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتاب
″	″	قریب ہی کہ تم مصر کو فتح کروگے تو وہان کے لوگون سے نیکی کرنا۔"
۳	فرشتون کا آنا اور دکھائی دینا	(۱) بیہقی نے سائب بن ابی حبیش سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے خدا کی قسم مجھے جنگ بدر مین کسی انسان نے قید نہین کیا بلکہ یون ہوا کہ جب کفار قریش شکست کھا کر بھاگے تو مین بھی بھاگا۔ پس ایک مرد سفید رنگ دراز قامت نے کہ ایک گھوڑے پر سوار تھا اور آسمان وزمین کے درمیان مین معلق تھا مجھے باندھکر چھوڑ دیا۔ اور عبدالرحمن بن عوف مجھے بندھا ہوا دیکھکر پکڑ لائے۔ (۲) بیہقی نے اور ابن سعد نے حضرت عمار بن یاسر سے روایت کی ہی کہ حضرت حمزہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ مین حضرت جبریل کو انکی اصلی صورت پر دیکھنا چاہتا ہون۔ حضرت نے فرمایا کہ نہ دیکھ سکوگے۔ مگر انھون نے زیادہ اصرار کیا۔ پس حضرت نے فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ حضرت جبریل کعبہ کے اوپر آگئے حضرت نے فرمایا کہ اے حمزہ اوپر دیکھو۔ چنانچہ انھون نے دیکھا دیکھتے ہی غش کھا کر گر پڑے۔ (۳) صحیحین مین اسامہ بن زید سے روایت ہی کہ انھون نے حضرت جبریل کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور مین دیکھا۔ (۴) صحیح مسلم مین حضرت عمران بن حصین سے روایت ہے کہ اکثر ملائکہ انکے پاس آتے تھے اور انکو سلام کرتے تھے یہان تک کہ مین بیمار ہوا اور مین نے اپنے بدن مین داغ دیا۔ اسوقت سے فرشتون کا سلام کرنا موقوف ہوگیا۔ (۵) بدر کے دن اکثر صحابہ نے دیکھا کہ مسلمان کسی کافر پر حملہ کرتے ہین ابھی ان کی تلوار کافر کی گردن پر پہونچنے نہ پائی تھی کہ گردن علیحدہ کٹ کر گر گئی۔

نمبر شمار	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتاب
۴	جنون کا ایمان لانا اور آپ کی بشارت سنانا۔	(۱) بیہقی نے سواد بن قارب سے روایت کی ہی کہ وہ کہتے تھے کہ زمانۂ جاہلیت مین مجھسے ایک جن سے دوستی تھی۔ وہ مجھے آیندہ کی خبرین پہونچایا کرتا تھا۔ اور مین لوگون سے بتاتا تھا۔ اسمین میرا بھی کچھ فائدہ ہوجاتا تھا۔ ایک مرتبہ مین سورہا تھا کہ اس جن نے آکر مجھے جگایا اور کہا کہ "اُٹھ اور ہوش مین آ۔ اور سمجھ لے اگر تجھے شعور ہے کہ ایک پیغمبر اولاد لوی بن غالب سے پیدا ہوے ہین" پھر چند اشعار اُس نے پڑھے۔ مجھے سخت بے چینی اس واقعہ کی پیدا ہوئی۔ دوسری رات کو بھی اُس جن نے ایسا ہی بیان کیا اور تیسری رات کو بھی۔ پس میرے دل مین محبت اسلام کی پیدا ہوئی اور مین مکہ جاکر حضرت کے حضور مین مشرف بہ اسلام ہوا۔ (۲) امام احمد نے حضرت جابرؓ سے اور ابونعیم نے ضمرہؓ سے اور بیہقی نے امام زین العابدین سے روایت کی ہی کہ سب سے پہلے رسول خدا صلی اللہ علیہ کی خبر مدینۂ منورہ مین اس طرح معلوم ہوئی کہ مدینہ کی ایک عورت کو کسی جن سے تعلق تھا وہ روزانہ اُسکے پاس آیا کرتا تھا۔ چند روز کے لیے اوسکا آنا موقوف ہوگیا۔ پھر وہ آیا تو اُس عورت نے نہ آنیکا سبب پوچھا۔ اُس نے جواب دیا کہ اب مین ہمیشہ کے لیے رخصت ہوتا ہون۔ مکہ مین ایک پیغمبر پیدا ہوے ہین اُنھون نے ہمپر زنا حرام کردیا ہے"۔ (۳) صحیح بخاری مین حضرت فاروق اعظمؓ سے روایت ہی کہ ایک روز بتون کے پاس بیٹھے ہوے تھے کہ بت کے پیٹ سے یہ آواز نکلی کہ اے مرد قوی سُن! کام کی بات ہی۔ ایک شخص فصیح کہتا ہی لآالٰہ الا اللہ" لوگ یہ آواز سنکر بھاگ گئے۔ مگر مین بیٹھا رہا۔ یہی آواز پھر دوبارا پیدا ہوئی اسکے

نمبر شمار	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتاب
″	″	چندہی روز بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی خبر مشہور ہوئی۔ (۴) حضرت عبداللہ بن مسعود سے محدثین کی ایک جماعت نے مثل بیہقی وابو نعیم کے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک دائرہ کھینچکر اُنکو اُسکے اندر بٹھادیا اور آپ آگے تشریف لیگئے۔ اور کچھ آیتین قرآن شریف کی پڑھین اور جن آپ کے پاس آئے اور ایمان لائے (۵) ابن سعد نے جعد بن قیس مرادی سے روایت کی ہے کہ ہم چار آدمی اپنے وطن سے بارادۂ حج روانہ ہوے۔ یمن کے ایک جنگل مین چلے جارہے تھے کہ ایک آواز آئی جس مین اس مضمون کے اشعار تھے کہ لے سوار و جب تم زمزم اور حطیم پر پہونچو تو ہمارا سلام کہدینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو خدا کے رسول ہین، اور یہ کہدینا کہ ہم آپ کے دین کے تابعدار ہین، ہمسے مسیح بن مریم نے اسکی وصیت کی تھی۔" ابو البقاء شبلی حنفی نے اپنی کتاب آکام المرجان فی احکام الجان مین لکھا ہے کہ حدیثون سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ چھ مرتبہ جن آپ کے حضور مین حاضر ہوے۔ پہلی مرتبہ مکے مین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکایک ناگاہ گم ہوگئے۔ اور اصحاب نے آپکو میدانون مین اور پہاڑ کی گھاٹیون مین تلاش کیا۔ صبح کو آپ جانب کوہ حرا سے تشریف لائے اور آپ نے فرمایا کہ میرے پاس جنون کا بلانیوالا آیا تھا سو مین اُسکے ساتھ گیا اور مین نے جنون کو کلام اللہ سنایا۔ اور اس قصہ کو ابوداؤد نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے۔ اور اس مرتبہ آپکے ساتھ کوئی نہ تھا۔ اور دوسری مرتبہ جن آپ کے پاس حجون مین اور تیسری مرتبہ اعلای مکہ کے پہاڑون مین اور چوتھی مرتبہ بقیع الغرقد مین اوران دونون بار

نمبر شمار	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتاب
		عبداللہ بن مسعود آپ کے ساتھ تھے اور پانچوین مرتبہ خارج مدینہ مین اور اس بار حضرت ابن زبیرؓ آپکے ہمراہ تھے اور چھٹی مرتبہ ایک سفر مین کہ بلال آپکے ساتھ تھے
۵	برکت کا ظاہر ہونا۔	(۱) صحیح بخاری مین حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ مین ایک روز بھوکا تھا۔ حضرت مجھے اپنے ہمراہ لیگئے۔ دولت خانہ مین صرف ایک قدح دودھ نکلا جو کہین سے ہدیتاً آیا تھا۔ حضرت نے مجھ سے فرمایا کہ اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ مین نے اپنے دل مین کہا کہ اس قلیل مقدار دودھ مین سب آدمی کیونکر شریک ہو سکتے ہین۔ کاش مجھی کو دیدیتے۔ مگر مین نے سب کو بلا لیا بعد اسکے آپ نے مجھے حکم دیا کہ ان سب کو دودھ پلاؤ۔ چنانچہ مین نے پلانا شروع کیا۔ سب نے سیر ہو ہو کر پیا۔ پھر حضرت نے پیالہ اپنے ہاتھ مین لیا اور فرمایا کہ اب ہم اور تم باقی ہین سو تم پیو۔ چنانچہ مین نے پیا۔ بار بار حضرت فرماتے تھے کہ اور پیو۔ یہان تک کہ میرے پیٹ مین گنجایش باقی نہ رہی۔ بعد اسکے حضرت نے پیا۔ (۲) ترمذی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ مین جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین تھوڑے چھوہارے لایا اور مین نے کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ ان چھوہارون کے لیے دعای برکت فرمائیے۔ آپ نے اُن چھوہارونکو اکٹھا کرکے دعای برکت کی اور مجھ سے فرمایا کہ انھین لیکے اپنے توشہ دان مین ڈال رکھو جب تمھارا جی چاہے اُسمین سے ہاتھ ڈالکر نکال لیجیو مگر اسکو جھاڑیو مت۔ ابوہریرہ کہتے ہین کہ اُن چھوہارون مین ایسی برکت ہوئی کہ مین نے اتنے اتنے وسق اللہ کی راہ مین خرچ کیے اور ہمیشہ اُس مین سے ہم کھاتے کھلاتے رہے اور وہ توشہ دان ہمیشہ میری کمر مین لگا رہتا تھا۔ یہان تک کہ بروز شہادت

مختصر کیفیت، بحوالہ کتاب	نام معجزہ	نمبر شمار
حضرت عثمان کے سیری کمر سے کٹ کر کہین گر پڑا اور جاتا رہا۔ (۳) صحیح مسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہی کہ غزوۂ تبوک مین لوگون کو بھوک کی تکلیف پہونچی۔ یعنی توشہ کم تھا۔ لوگ بھوکے رہنے لگے۔ حضرت عمر فاروق نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین عرض کیا کہ جو کچھ توشہ لوگون کے پاس باقی رہا ہو اُسے آپ منگا کر دعای برکت فرماوین آپ نے ایک دسترخوان چرمی بچھوایا اور لوگون کو حکم دیا کہ جو کچھ توشہ بچا ہو لے آوین لوگ اپنے اپنے پاس سے جو کچھ باقی رہا تھا لے آئے۔ یہان تک کہ بعض آدمی ایک مٹھی بھر جوار لے آئے اور بعضے ایک مٹھی چھوہارے اور کوئی ٹکڑا روٹی کا یہان تک کہ اُس دسترخوان پر تھوڑا سا فراہم ہوا آپ نے اُسپر دعاے برکت فرمائی اور لوگون سے کہا کہ اپنے اپنے برتن بھرلو۔ سب لوگون نے سارے لشکر کے سب برتن بھر لیے اور سب لشکر نے سیر ہو کر کھایا اور بچ رہا تب جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انی رسول اللہ یعنی گواہی دیتا ہون مین کہ نہین کوئی معبود برحق مگر اللہ تعالی، اور گواہی دیتا ہون کہ مین بتحقیق رسول خدا کا ہون اور اس کلمہ کو جو شخص بغیر شک کے کہیگا بہشت مین جائیگا۔ (۴) ابو داؤد نے دُکین سے روایت کی ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کو حکم دیا کہ چار سو سوارون کو قبیلۂ احمس مین سے توشہ دیوین حضرت عمر نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ چھوہارے جن سے آپ توشہ دینے کو فرماتے ہین چار صاع چھوہارے ہین اُن سے ان سبھونکا توشہ کیونکر ہوگا۔ آپ نے فرمایا کہ جاؤ تو سہی۔ حضرت عمر گئے اور اُن چھوہارون		

نمبر شمار	نام معجزہ	مختصر کیفیت بحوالہ کتب
"	"	سے اُن چار سو آدمیون کو توشہ بقدر کفایت دیدیا اور چھوہارے جتنے تھے اُتنے ہی باقی رہے۔ (۴) صحیحین مین انس سے روایت ہی کہ ابوطلحہ نے ام سُلیم سے کہا کہ مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کو بسبب بھوک کے ضعیف پایا ہی سو تمھارے پاس کچھ ہی؟ اُم سُلیم نے کچھ روٹیان جَو کی نکالین اور ایک اوڑھنی مین لپیٹکر مجھے دین۔ مین نے اُنھین ہاتھون کے تلے چھپالیا اور وہ روٹیان لیکر مجھے پاس آنحضرت کے بھیجا۔ آپ مسجد مین تھے اور آپ کے ساتھ لوگ بھی تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تمھین ابوطلحہ نے بھیجا ہی؟ مین نے عرض کیا کہ ہان۔ آپ نے فرمایا کہ کھانا لیکر؟ مین نے کہا کہ ہان۔ آپ نے حاضرین مجلس سے فرمایا کہ اُٹھو آپ چلے اور آپ کے ساتھ سب حاضرین بھی چلے۔ مین نے آگے بڑھکر ابوطلحہ کو خبر کی ابوطلحہ نے ام سُلیم سے کہا کہ آنحضرت لوگون کو لیے تشریف لاتے ہین اور ہمارے پاس تو کھانا اتنا نہین ہی کہ سب کو کھلا سکین۔ ام سُلیم نے کہا کہ خدا اور خدا کا رسول دانا تر ہی۔ پس ابوطلحہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ساتھ ابوطلحہ کے گھر مین آئے اور ام سُلیم سے کہا کہ جو کچھ تمھارے پاس ہووے لاؤ انھون نے وہ روٹیان پیش کین آپ نے فرمایا ٹکڑے کر ڈالو۔ پھر ام سلیم نے گھی کے برتن کو نچوڑ کر اُن ٹکڑون کو چُپڑ دیا۔ بعد اسکے آنحضرت نے اُسپر کچھ پڑھا پھر آپ نے فرمایا کہ دسؔ آدمیون کو آنے دو دسؔ آدمی آئے اور پیٹ بھر کھا کر اُٹھے پھر دسؔ آدمی آپ نے اور بلائے۔ اسی طرح سے دسؔ دسؔ آتے اور پیٹ بھر کے کھاتے گئے۔ سبھون نے پیٹ بھر کے کھالیا۔ اور وہ لوگ سترؔ یا اسیؔ آدمی تھے۔

مضمون نگاری کے قواعد

نجم کو بھی مضمون نگارون کی بہت ضرورت ہی مگر النجم کی مضمون نگاری کے لیے حسب ذیل قواعد کی پابندی
ضروری ہی بوجہ ان قواعد کی پابندی نہونیکے جن صاحب کا مضمون درج نہو وہ براہ کرم معاف فرمائین اور عدم اندراج
ن جوابہی مین بھی دفتر کا عزیز وقت نہ ضائع ہونا چاہیے نہ مضمون کی واپسی کا صرف دفتر کے ذمہ رہنا چاہیے-

وہ قواعد یہ ہین

۱) مضمون علمی یا مذہبی ہو اور مضمون نگار اُس مبحث مین کافی واقفیت و مہارت رکھتا ہو-

۲) جو مضامین فِرَق مخالفہ کے رد مین ہون اُنمین تحقیق و الزام دونون چیزون سے کام لیا گیا ہو- اور الزام مین مخالف کے مذہب پر پوری اطلاع کا ثبوت ملے- تہذیب و متانت کا پورا لحاظ ہو گالیون کا جواب بھی دعا و ثنا کے ساتھ ہو اور مضمون نگار اسکا بھی ملتزم ہو کہ مخالف کے جواب الجواب کا سلسلہ جب تک چلے اپنا قلم نہ روکے-

۳) عبارت مین گنجلک اور طول بالکل نہو صاف سلیس اُردو ہو عربی فارسی کی عبارتین اگر منقول ہون تو اُنکا ترجمہ بھی حاشیہ پر ہو

۴) خط صاف ہو کہ پڑھنے والے کو کسی مقام پر اشتباہ نہ پیدا ہو-

۵) مضمون النجم کے موجودہ پیمانہ پر آٹھ صفحہ سے زائد نہو کبھی کبھی کسی اشد ضروری مضمون کو سولہ صفحہ تک دیے جاسکتے ہین

۶) مضمون نگار صاحبان دفتر ہذا سے کسی صلہ و معاوضہ کے آرزو مند نہ ہون- ان اجرھم الا علی اللہ-

۷) جن صاحب کا مضمون پسند آجائیگا اور وہ ہر ماہ مین ایک مضمون دینے کا وعدہ کرینگے تو اُنکے نام النجم ہدیۃً جاری کر دیا جائیگا اور انعامی کتابین جو خریداران النجم کیلیے تجویز ہوکرینگی اُنکو بھی ملتی رہینگی-

۸) جو مضمون حسن افادہ کی اس حد مین آجائیگا جسکا اعلان پشت صفحۂ ہذا پر ہی اُسکے لکھنے والے کو ہر فردخت کی قیمت کا خمس بذریعۂ منی آوڈر (نہ بہ نیت معاوضہ) بھیجدیا جایا کریگا-

۹) اگر کسی صاحب کی نظر سے مخالف کا کوئی مضمون جو اسلام پر حملہ آور ہو گذرے اور وہ قابلیت یا فرصت نہ رکھتے ہون تو اس مضمون کو بعینہ یا اگر انگریزی زبان مین ہو تو مع ترجمہ کے دفتر ہذا مین بھیجدین-

۱۰) ہر مضمون زیادہ از زیادہ ایک ماہ کے اندر ہی اندر اُسکی ضرورت کو ملحوظ رکھکر شائع ہو جائیگا- اور اگر کوئی عائق قوی پیش آجائیگا تو مضمون نگار کو اطلاع دیجائیگی-

التماس ضروری

جسوقت سے النجم موجودہ پیمانہ پر آیا ہے تمام مضامین کی عمدگی کا
لحاظ پہلے سے بہت زیادہ کیا گیا ہے اور اسکے لیے غیر معمولی اہتمام ہوا ہی
لہذا جن ناظرین کو خدانے کچھ مقدرت دی ہو اور وہ اپنے بھائیون کو علمی و مذہبی
فوائد پہونچانا چاہین اُنکی خدمت مین گزارش ہے کہ جب کوئی مضمون النجم کا حسن و
خوبی کی اس حد تک پہونچ جائے کہ عام طور پر لوگون کو اس سے باخبر بنانا مفید سمجھا جائے تو آپ
حضرات اس مضمون کی علىحدہ کا پیان بصورت رسالہ کے دفتر النجم سے خرید کر مواقع ضرورت مین مفت تقسیم
کردین ایسے مضامین کی بابت اکثر و بیشتر خود ہی دفتر النجم سے ناظرین کی خدمت مین سفارش کردی
جایا کریگی ایسے مضامین کے رسالے (بہ نیت مذکور خریدنے والون کو) فی روپیہ ۲۴ جزکے حساب
سے دیے جایا کرینگے کم از کم عہ کے اور زیادہ سے زیادہ جسقدر مطلوب ہون خرید کیجیے اور اپنے
بھائیون مین تقسیم کردیجیے مگر جب ایسا ارادہ کسی مضمون کی نسبت ہو تو تاریخ اشاعت
سے دو ہفتہ کے اندر اندر جس قدر رسائل مطلوب ہون اُنکی قیمت
بذریعۂ منی آڈر بھیجکر دفتر سے طلب کر لینا چاہیے ۔

الملتمس

منیجر دفتر النجم لکھنؤ پاٹانالہ